Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

راگ راگنی اور ورجت سُر

شفق سوپوری

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

راگ راگنی اور ورجت سُر

(افسانے)

مصنف
شفق سوپوری

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

©جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ

Rag Ragni Aur Warjit Sour

(Short Stories)

by

Dr. Shafaq Sopori

1/101, Highland Enclave, Gogo, Humhama,
Near International Airport, Budgam 900021
Contact No: 07006828727
E-mail : drshafaqsopori333@gmail.com

Year of Edition 2022

ISBN :978-93-94616-88-2

₹ 300/-

نام کتاب	:	راگ راگنی اور ورجت سُر
مصنف	:	ڈاکٹر شفق سوپوری
سالِ اشاعت	:	۲۰۲۲
سرورق	:	مصنف
قیمت	:	۳۰۰ روپے
تعداد	:	۵۰۰
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	ڈاکٹر شفق سوپوری
مطبع	:	روشان پرنٹرس، دہلی۔۶

Published by

EDUCATIONAL BLISHING HOUSE

H.o. D1/16, Ansari Road, Darya Ganj, New Delhi-110002 (INDIA)
B.o. 3191, Vakil Street, Kucha Pandit, Lal Kuan, Delhi-6 (INDIA)
Ph : 45678203, 45678285, 45678286, 23216162, 41418204
E-mail: info@ephbooks.com, ephindia@gmail.com
website: www.ephbooks.com

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

انتساب

اپنے عزیز دوست احمد محفوظ کے نام ۔

اُس سے رشتہ ہے ابھی تک میرا
وہ علاقہ ہے ابھی تک میرا
(احمد محفوظ)

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ان افسانوں کے سب کردار، واقعات اور مقامات فرضی ہیں۔ کسی بھی قسم کی مماثلت محض اتفاق ہوسکتا ہے جس کے لیے مصنّف پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوگی۔

ان افسانوں کا کوئی حصّہ مصنّف سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کمرشیل استعمال مثلاً آڈیو، ویڈیو وغیرہ کے لیے نہیں کیا جاسکتا۔ ایسی کسی بھی صورت میں قانونی چارہ جوئی کا حق مصنّف کے پاس موجود ہے۔

(مصنّف)

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

مصنف کی تصانیف

- دلِ خاک بسر (غزلیات)
- بیتے موسموں کے دکھ (نظمیں اور گیت)
- دشت میں دور کہیں (غزلیات)
- ریشم سراب خواب (غزلیات)
- اردو غزل اور ہندوستانی موسیقی (تنقید و تحقیق)
- موسیقی، شاعری اور لسانیات (تحقیق)
- مخزنِ موسیقی (تحقیق)
- کلامِ فیض کا عروضی مطالعہ (تحقیق)
- جہات (تنقید)
- غ۔م طاؤس: فن اور شخصیت (تنقید و تحقیق)
- نیلیما (ناول)
- فائرنگ رینج: کشمیر ۱۹۹۰ء (ناول)
- موسیٰ (ناولٹ)

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

- دریاہے چشمِ گریہ ناک (ناول)
- کوشل خاتون (ناول)
- شگفتانے (طنز ومزاح)
- Glossary of Terminology (Music)
- فرہنگِ موسیقی (فرہنگ)
- یاد کی اجنبی منڈیروں پر (شاعری)

☼☼

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

راگ ــــ راگنی اور ورجت سُر

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

- دریا ہے چشمِ گریہ ناک (ناول)
- کوشل خاتون (ناول)
- شگفتانے (طنز و مزاح)
- Glossary of Terminology (Music)
- فرہنگِ موسیقی (فرہنگ)
- یاد کی اجنبی منڈیروں پر (شاعری)

☼☼

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

راگ ــــ راگنی اور ورجت سُر

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

(1)

''ماسٹر!''

وِہ پنگھٹ کی سیڑھی سے اکھڑے ہوئے پتھر سے اٹھ کر بولا۔ بارش سے بھیگے لمبے بال بیدِ مجنوں کی طرح جھک کر اُس کے چہرے سے چمٹ گیے تھے۔ اُس نے سر کو کئی بار جھٹک کر پانی کے قطروں کو چھٹک دیا:

''جانتے ہو اس دریا نے جس کے کنارے پر ہم تاریخ کے حاشیے میں دفن کسی تحریر کو کھود کر اس کی نئی تفسیر کے لیے لفظ کھوجنے نکلے ہیں، کتنے درد ناک منظر دیکھے ہیں۔''

ٹیلر ماسٹر عبدالخالق اکڑوں بیٹھ گیا۔ اس نے پھرن سے کانگڑی نکالی اور پتھر کا ایک نوکیلا ٹکڑا اٹھا کر انگاروں پر جمی ہوئی راکھ کی تہہ کو کناروں کی طرف دھکیل دیا:

''لو! اسے تاپو۔ تمہارے بھی کپڑے بھیگ گیے ہیں۔''

ماسٹر نے کانگڑی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس نے کانگڑی لے کر پھرن کے نیچے سینے سے لگائی۔ وہ بولا:

''مجھے بارش میں بھیگنا اچھا لگتا ہے۔ جب کانگڑی میں دہکتے ہوئے انگاروں کی تپش سے میرے بھیگے پھرن سے نرم اور گرم بھاپ اٹھنے لگتی ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ اس نرم اور گرم بھاپ میں میری روح آہستہ آہستہ

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

گھل جاتی ہے اور ہلکورے کھا کر بادلوں سے جاملتی ہے۔ پھر بادل اسے ہتھیلی پر اٹھا کر آسمان کے اس گوشے میں چھوڑ آتے ہیں جہاں پاکیزہ روحیں زمین والوں کے حق میں دعائیں مانگتی ہیں۔ اور جب بجلی چمکتی ہے اور بادل گرجنے لگتے ہیں تو لگتا ہے جیسے کوئی آسمانی قوت ان دعاؤں کے جواب میں آمین کہتی ہے۔ پھر بادل برستے ہیں تو ان کے ساتھ نیک روحوں کی دعائیں اتر کر زمین کی کوکھ کو ٹھنڈا کر دیتی ہیں____ کہتے ہیں زمین کی کوکھ جب جب جلنے لگتی ہے آسمان میں دوزخ کی آگ کو بھڑکایا جاتا ہے۔"

اس نے سگرٹ کے کئی کش پے در پے لگائے۔ بارش میں سگرٹ بجھ گیا تھا۔ اس نے حسرت بھری نظروں سے بجھے ہوئے سگرٹ کی طرف دیکھا۔ مسکرا کر بولا:

"پانی کے کسی قطرے نے سگرٹ کے دہکتے انگارے کو سلا دیا ہے۔"

اس نے بجھا ہوا سگرٹ دریا میں پھینکا جو لہروں پر کچھ دور تک ہچکولے کھاتا ہوا غائب ہو گیا۔

"ماسٹر!"

وہ اس جگہ کی طرف ٹکٹکی باندھ کے دیکھ رہا تھا جہاں بجھا ہوا سگرٹ آخری ہچکولہ کھانے کے بعد ڈوب گیا:

"دونوں وقت مل رہے ہیں اور شام کی پرچھائیوں نے دریا کے پانی کو کالا کر دیا ہے۔ لگتا ہے جیسے پانی کے بجائے سیاہی بہہ رہی ہے اور سسکیاں لیتے ہوئے کنارے لہروں کا دامن پکڑے کسی یگ کا نوحہ لکھ رہے ہیں۔"

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ٹیلر ماسٹراس کے پہلو میں آ کر بیٹھ گیا۔اس نے پوچھا:

''ایسا کیوں کہہ رہے ہو؟''

اس نے جیب سے سگرٹ کی ڈبیا نکالی اور سگرٹ کانگڑی کے ایک انگارے سے سلگانے لگا۔ ماسٹر نے اپنا سوال دہرایا:

''ایسا کیوں کہہ رہے ہو؟''

ماسٹر کی سانسیں بھاپ بن کر اڑ رہی تھیں۔اس نے منہ سے سگرٹ کا دھواں خارج کرتے ہوئے کہا:

''اس لیے کہ تمہارے کپڑوں سے اٹھنے والی نرم اور گرم بھاپ میں تمہاری روح گھل کر بادلوں کے پاس نہیں جاتی۔تمہیں مقدس روحوں کی دعاؤں کی گونج سنائی نہیں دیتی۔مقدس روحیں آسمان سے پیغام بھیج رہی ہیں کہ یاد کرو اس دن کو جب گلیوں میں اتنا خون بہا دیا گیا کہ موریاں شہروں کی چھل چھل چھپاک چھپاک خون کی لہریں چھلکاتی پاکیزہ پانی میں مل گئیں۔دریا کا رنگ سرخ ہو گیا اور لوگ باگ کناروں پر گھڑے توڑنے لگے جہاں مچھلیاں اپنا حمل گرا کر تڑپ تڑپ کر مر گئیں۔بچوں کے حلق میں دھتورے کا پھل پھنس گیا اور بوڑھے بزرگوں کے منہ غار کی طرح کھلے رہ گیے۔لاشیں غسل کے بغیر زمین میں سما گئیں۔اور یاد کرو اس دن کو جب مقدس دریا میں اتنی انسانی لاشیں بہا دی گئیں کہ ان پر چل کر دریا کو پار کیا جا سکتا تھا۔''

اس نے اپنی گرم ہتھیلی آنکھوں پر رکھی۔جیسے وہ آنکھوں کو کچھ دیکھنے اور بولنے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

سے روک رہا تھا:

''ماسٹر!''

اس کی آواز بھاری ہوگئی۔

''میں کئی دن سے بھیانک خواب دیکھ رہا ہوں۔ کبھی دیکھتا ہوں کہ ہتھوڑا ہاتھ میں اٹھائے پاگلوں کی طرح گھروں میں گھس کر گھڑوں کے ساتھ ساتھ گھڑونچیوں کو بھی توڑ دیتا ہوں۔ چڑیلوں کا ایک ہجوم سفید آنکھیں اور خون آلودہ باچھیں کھولے کوئی منحوس منتر بڑ بڑاتے ہوئے میرے پیچھے پیچھے چلا آرہا ہے۔ چڑیلوں کے چہروں پر کالی جھریاں ہیں جن سے خون کی بوندیں ٹپک رہی ہیں ____ کبھی دیکھتا ہوں کہ ایک قافلے پر قزاق دھاوا بول رہے ہیں۔ بوڑھوں اور بچوں کو تہہِ تیغ کر رہے ہیں۔ خیموں میں آگ لگا رہے ہیں۔ عورتوں کو ہانک کر اپنے گھوڑوں کی پیٹھ پر بٹھا رہے ہیں۔ جوانوں کو زنجیروں میں باندھ کر ان کے جسموں سے بوٹیاں کاٹ کر ان کے منہ میں ڈال رہے ہیں۔ کچھ جوانوں کے جبڑے ہل رہے ہیں اور کچھ کے کھلے منہ میں بوٹیاں پڑی سڑ رہی ہیں ____ کیڑے ان کے نتھنوں میں گھس کر آنکھوں سے نکل رہے ہیں۔''

ٹیلر ماسٹر یہ سب سن کے ہول سے تھر تھر کانپنے لگا۔ اس کا گلا سوکھ گیا۔ تھرتھراتی زبان میں پوچھا:

''لیکن تم یہ سب مجھ سے کیوں کہہ رہے ہو؟''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

وہ بولا:

''اس لیے کہ تم مجھے لینے آئے ہو۔ ایسے جیسے رات اپنی کوکھ میں سورج چھپاتی ہے۔ ایسے جیسے زمین اپنے سینے میں بیج چھپاتی ہے____اور میں بادل کی طرح ہوا کے دوش پر اڑنے والوں میں سے ہوں____ماسٹر! کبھی کبھی آدمی کو مکر چاندنی سے صبح کا گمان ہوتا ہے۔ اور ضروری نہیں کہ تم جس بیج کو زمین میں بونے کی کوشش کر رہے ہو اس سے گلاب کے جھاڑ کا انکور ہی پھوٹے____زمین ببول بھی اگاتی ہے۔ اور زمین کی ممتا گلاب اور ببول میں فرق نہیں کرتی۔ ماسٹر! میں دیکھ رہا ہوں اونچے پہاڑوں کا مستک آسمان کو چھو رہا ہے اور دامن میں ان کے کتنی کمین گاہیں ہیں جن میں بھٹکے ہوئے ستاروں کے ریوڑ کو اس پار ہانکنے کے لیے چرواہے ہاتھوں میں کلاشنکوف لیے بیٹھے ہیں____جنگلوں میں برف نے اونچے تناور درختوں کے سینوں کو جکڑ کر رکھا ہے اور انہیں سانس لینے میں تکلیف ہو رہی ہے۔ ہوا جم چکی ہے اور مسافروں کے پھیپھڑوں میں برف ریزے چھید کر رہے ہیں۔ برف پر جوتوں کے نشان ایک دوسرے کے تعاقب میں ایک دوسرے پر گر رہے ہیں۔''

وہ کہتے کہتے اچانک رک گیا۔ کالے بادل کے ایک ٹکڑے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا:

''ماسٹر! پہاڑوں کی چوٹیوں کے نیچے ڈھلوانوں میں پہرہ داروں کے ٹھکانے ہیں جن میں دہکتی ہوئی انگیٹھیوں سے دھوئیں کی لکیریں اٹھ رہی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ہیں جو ہوا میں کچھ دیر ستا کر غائب ہوجاتی ہیں ــــ اس پار بھی کارخانوں کی چمنیوں سے دھواں اٹھ رہا ہے اور ان میں ہمارے کھولتے ہوئے لہو کو ٹھنڈا کرنے کے لیے لوہا پگھلایا جارہا ہے ــــ ہم گلابوں کی کھیتی کرنے والے کسان ہیں۔ اور ہمارے بزرگوں نے ہم سے کہا ہے کہ زمین پر کھرچنیاں ایسے چلاؤ جیسے سارنگی کے تاروں پر گز پھیرتے ہیں۔ ماسٹر! بارود کے اکسانے پر پیتل کے خول سے نکلی گولی بڑی بے رحم ہوتی ہے ــــ جدھر گھستی ہے درّہ کھول کے ہی پار ہوجاتی ہے۔''

ماسٹر یہ سن کر بے چین ہوا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔ بولا:

''تم مجھے یہ قصّے کیوں سنا رہے ہو۔''

اس نے ماسٹر کے سینے پر شہادت کی انگلی رکھ کر کہا:

''اس لیے کہ تم مجھے لینے آئے ہو اور نرم اور گرم بھاپ کے ساتھ تمہاری روح گھل کر بادلوں کے پاس نہیں جاتی۔ تمہیں مقدس روحوں کی آوازیں سنائی نہیں دیتیں۔ ماسٹر! تم نے کبھی سوچا ہے کہ جب ایک درزی کپڑے پر قینچی چلاتا ہے تو کتنی کتر بیونت ہوتی ہے؟ ایک کترن کو دوسری کترن سے پیوستہ کرنے کے لیے دونوں کترنوں کے آر پار سوئی چبھونی پڑتی ہے۔ کترنوں کی پیڑا کوئی نہیں دیکھتا ــــ نہ وہ جو کپڑے پر قینچی چلاتا ہے اور نہ وہ جو لباس پہنتا ہے ــــ سوئی کا ناکا آنکھ کی طرح ہوتا ہے۔ اور یہ آنکھ آنسو بہاتی رہتی ہے۔ لیکن یہ آنسو کسی کو دکھائی نہیں دیتے۔''

کچھ دیر خاموشی رہی۔ ٹیلر ماسٹر کچھ بولنا چاہتا تھا مگر لفظ اس کے گلے میں پھنس

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

گیے۔اس نے کئی بار گلا کھنکار کر کہا:

"میں تم جیسا پڑھا لکھا نہیں۔البتہ اتنا جانتا ہوں کہ مکر چاندنی میں نکلا ہوا مسافر اس مسافر سے پہلے منزل پر پہنچتا ہے جو اجالا ہونے پر نکلتا ہے۔اور کیکر کے پھول موگرے کے پھول سے شکل میں ملتے ہیں ــــ ان کی بھی اپنی خوشبو ہوتی ہے ــــ تیز اور بھڑکیلی خوشبو۔اور کبھی کبھی کھرپیوں کو پگھلا کر ان سے گولیاں بھی ڈھالنی پڑتی ہیں۔کیونکہ مظلوم جب ظالم کے آگے سر جھکاتا ہے تو ظالم کی گود میں بیٹھا دودھ پیتا بچہ بھی ہمک کر مظلوم کے سر سے پگڑی اتارتا ہے۔"

ماسٹر نے ایک ہی وار میں سوئی خالد کے کلیجے کے آر پار کر دی۔

(2)

رات ایسی تاریک کہ ازل سے پہلے کی تاریکی اگر دیکھتی تو کانپ اٹھتی۔دریا کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ کوئی کالا اژدھا اپنے شکار کو تاڑ کر اس کی طرف خاموشی سے پیٹ رگڑتے ہوئے رینگ رہا ہے۔اچانک ایک کشتی دریا کے بیچوں بیچ آ کر رک گئی۔پانی پتھر ہو گیا اور مانجھی کے ہاتھ میں چپو کھڑاک سے ٹوٹ گیا۔دریا کی کوکھ میں ہوک اٹھی:

"اے پروردگار! یہ کیا ماجرا ہوا؟"

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

رزاق ڈار نے نظریں آسمان کی طرف اٹھائیں۔ایک گرجدار آواز نے سب کو چونکا دیا:

''رزاق ڈار! تم کیسے مانجھی ہو؟ تمہیں علم نہیں کہ تمہاری کشتی پر سوار مسافروں میں سے کسی نے اپنے آقا سے رخصت نہیں لی ہے۔اس سے کہو کہ مراجعت کرے۔''

کشتی پر سوار لڑکوں کا دم فنا ہو گیا۔رزاق ڈار گڑ گڑانے لگا:

''لیکن اے صدائے غیب تم کس ہاتف کی ترجمان ہو؟''

کچھ دیر گہری خاموشی چھا گئی۔اتنی گہری خاموشی کہ پانی میں تیرتی ہوئی مچھلیوں کی ڈار سے کوئی مچھلی اچھل کر سطح پر آئی تو چھپ کی ہلکی آواز سے سب تھر تھر کانپنے لگے۔آواز آئی:

''میں پانی ہوں۔''

رزاق ڈار کو لگا کہ وہ کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا ہے۔پوچھا:

''پانی؟ کون پانی؟ کیسا پانی؟''

آواز گہری اور گونج دار ہو گئی جیسے کوئی کنویں کے پیندے سے بول رہا تھا:

''میں وہی پانی ہوں جس کے بارے میں اہلِ دنیا کو ان کے مالک نے کہا کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم نے آسمان سے پانی برسایا۔پھر اس کو سوتوں اور چشموں اور دریاؤں کی شکل میں زمین کے اندر جاری کیا۔وہ آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے۔اور کیا تم نے اے رزاق ڈار یہ نہ سنا کہ اس نے فرمایا اور آسمانوں سے ہم نے ٹھیک ٹھاک حساب سے ایک خاص مقدار میں پانی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

اتارا اور اس کو زمین میں ٹھہرایا۔ ہم اسے جس طرح چاہیں غائب کر سکتے ہیں۔"

یہ سن کر سب سجدے میں گر گیے۔ کسی کا سر کسی کی پیٹھ پر آ لگا۔

"یارب! ہم مردہ زمین کی مانند ہیں۔ ہم پر آسمان سے رحمت کے بادل برسا دے۔ ہمیں زندہ کر دے یارب!"

"یا رب العالمین! ہمیں کوئی سوتا کوئی چشمہ کوئی دریا بنا دے کہ ہم صدیوں سے قحط زدہ زمین کے ہولناک شگافوں کی طرح منہ کھولے آسمان کو تک رہے ہیں۔"

"یا اللہ! ہمارے گناہوں پر پردہ ڈال دے۔ پانی کو رواں کر دے اے پانی کے مالک!"

"بے شک ہماری بغاوت کی وجہ سے رب نے اس دریا کے پانی کو پتھر میں ڈھال دیا۔"

اس آہ وزاری کے بعد آواز آئی:

"تمہیں اللہ نے پانی کے شکم میں قید کر دیا ہے۔ سو بولو اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو ہر عیب سے پاک ہے۔ بے شک ہم قصور وار ہیں۔"

سب نے روتے بلکتے جب یہ کلمات ادا کیے تو کشتی ایک جھٹکے سے رواں ہوئی۔ لرزے سے رزاق ڈار کی آنکھ کھل گئی۔ وہ کشتی کے تختے پر نیم دراز ہو کر خواب دیکھ رہا تھا۔ ایک لمحہ کے لیے اس کے دل میں ایسا ہول آیا کہ اس نے کشتی چھوڑ کر بھاگنے کی سوچی مگر

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

کشتی میں سوار معصوم لڑکوں کو دیکھ کر ارادہ بدل دیا۔اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا:

''ماسٹر نے آنے میں بڑی دیر لگا دی۔''

کوئی اونگھتا ہوا لڑکا بولا:

''اوں ہوں۔''

رزاق ڈار کے لہجے میں تشویش تھی:

''ابھی تھوڑی دیر میں چاند نکلے گا۔ پھر چھپنا مشکل ہو جائے گا۔کیا معلوم پُل پر کوئی تاڑ رہا ہو یا اس پار کسی نے گھات لگائی ہو۔''

اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں۔

(3)

رزاق ڈار ماسٹر کی بے چینی کو سمجھ سکتا تھا مگر اس کے پاس ناؤ نہ کھینے کی معقول وجہ تھی۔ چاند نکلا تھا تو دریا پر چاندنی کا ہلکا سا دھندلکا پھیل گیا۔ چاند کے آس پاس بادلوں کے کچھ ٹکڑے تھے۔ایک لمحہ کے لئے جب چاند بادل کے کسی ٹکڑے کے پیچھے چھپ جاتا تو مکانوں کی کھڑکیوں سے چھن کر آنے والی ٹمٹماتی روشنی کے دھبے پانی میں واضح ہو جاتے۔ بڑی دیر تک جب چاند بادلوں کے ساتھ آنکھ مچولی کھیل چکا تو ماسٹر کی بے چینی بڑھ گئی:

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

''رزاق ڈار! کیا جب آسمان پر صبح کا تارا نمودار ہوگا تب تم چپو پانی میں اتارو گے؟''

رزاق نے شہادت کی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

''وہ دیکھ رہے ہو؟ ____ کالا بادل۔ اب چاند اس سے دور نہیں۔ کبھی کبھی اندھیرا ابھی مسافروں کو راستہ دکھاتا ہے:

''مطلب؟''

ماسٹر رزاق کا نکتہ نہ سمجھ سکا۔ رزاق بولا:

''تم چاہو تو جتنی دیر میں تم سوئی کے ناکے سے دھاگا گزارتے ہو اتنی دیر میں، میں اس کشتی کو پار لگاؤں گا۔ مگر پُل پر پہرہ چوکی ہے۔ چوکس سپاہی ٹکٹکی باندھ کے دریا کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ ذرا سا ہیولا نظر آیا اور گولی چلائی۔''

ماسٹر کے پاس خاموش رہنے اور رزاق کی منطق قبول کرتے ہوئے انتظار کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ اور جب چاند کالے مہیب بادل سے ہم آغوش ہوا تو ایک جھٹکے سے کشتی رواں ہوئی اور رزاق ڈار نے مہارت کے ساتھ پانی کے اندر ہی اندر چپو چلا کر ناؤ کو دوسرے کنارے کچھ اس طور پر لگایا جیسے کشتی نہ تھی پانی کی سطح پر سوکھی گھاس کا تنکا تیر رہا تھا۔ کشتی کنارے لگ گئی تو سوار کچھ اس احتیاط سے اتر گیے کہ نہ کشتی ذرا بھر ڈولی نہ پانی میں شمہ بھر جنبش ہوئی۔ ماسٹر نے رزاق سے سرگوشی میں کہا:

''کشتی موڑ لو رزاق۔''

رزاق نے اس کے کان میں کہا:

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

"میری فکر مت کرو۔ مجھے اور کوئی کالا بادل پار لگائے گا۔ تم لڑکوں کو لے کر نکلو۔"

ماسٹر کے پیچھے پیچھے لڑکے بھی ہو لیے۔ آگے ایک اندھیری گلی تھی اور بجلی کے ایک کھمبے سے لٹکتے ہوئے بلب کی پیلی روشنی سے آس پاس ایک پراسرار دھندلکا پسرا ہوا تھا۔ بس اس کے آگے گھپ اندھیرا تھا۔ وہ مڑ کر ایک اور تنگ و تاریک گلی سے گزرنے لگے جس کے نکڑ پر پہنچ کر ماسٹر کو محسوس ہوا کہ وہ غلط راستے پر نکل پڑا ہے۔ دونوں طرف سوختہ مکانوں کے ہیولے دیوِ سیہ کی طرح کھڑے تھے جنہیں دیکھ کر لڑکے خوفزدہ ہو گیے۔ ماسٹر گھبرایا کہ کوئی واردات ضرور ہوئی ہے جو لڑکوں کو بستی سے محفوظ مقام تک لینے والا گماشتہ موجود نہیں۔ وہ ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ لڑکے اس کے گرد جھلڑ بنا کر کھڑے ہو گیے۔

اچانک خالد نے دیکھا کہ دیوار کی اس طرف دھندلی چاندنی میں ایک کلس پر چھوٹا سا پھریرا پھڑک رہا ہے۔ اس نے دیوار سے اکھڑے ہوئے ایک پتھر کی جگہ پاؤں رکھ کر اندر جھانکا۔ بولا:

"مندر ہے اور شاید پجاری دہلیز پر بیٹھا حقہ پی رہا ہے۔"

یہ سن کر سب کی جان نکل گئی۔ ماسٹر اپنی جگہ سے اٹھا آگے بڑھا اور لات مار کر پھاٹک کھول دیا:

"اندر کون ہے؟"

وہ دھیمی آواز میں پکارا:

"باہر آجاؤ۔"

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

کچھ لمحوں کے بعد مندر کے عقب سے ایک نوجوان نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھ میں پستول تھی۔ اس نے پستول کی نال ماسٹر کے سینے پر رکھ کر پوچھا:

''کون ہو تم؟ اور یہ لشکر لے کر کہاں جا رہے ہو؟''

ماسٹر نے پستول سینے سے ہٹا کر جواب دیا:

''پستول تو میرے پاس بھی ہے۔ کیا یہ تعارف کم ہے؟''

نوجوان نے پوچھا:

''ماسٹر ہو؟''

ماسٹر بولا:

''ہاں ماسٹر ہوں۔ تم کون ہو اور اس وقت اس ویرانے میں پستول لیے کس پر گھات لگائے بیٹھے ہو؟''

نوجوان نے پستول چھپائی۔ بولا:

''میں ٹبلا۔''

ماسٹر نے اسے گلے لگا کر کہا:

''ارے بلبل تم؟ یہاں اس وقت کیا کر رہے ہو؟ اور یہ پستول بھائی کی ہے یا خود بھی ــــــ''

''بھائی کی ہے۔'' ٹبلا بولا:

''سویرے اپنے ساتھیوں کے ساتھ کہیں نکل پڑا۔ اس مصیبت کو گھر میں چھوڑ گیا۔ رات ہونے لگی تو کریک ڈاؤن کی افواہ پھیلی۔ ابّا کو تشویش ہوئی کہ اگر ایاز کہیں دھر لیا گیا تو ہتھیار برآمد کرنے کے لئے ضرور گھر لایا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

جائے گا۔ میں ہڑبڑاہٹ میں پستول لے کر گھر سے نکلا۔ دوستوں کے گھر جا کر پوچھا تو معلوم ہوا کہ سب سالے باخبر تھے۔ شام ہونے سے پہلے ہی بستی سے نکل گیے ہیں۔ میں پُل کے نیچے اندھیرے کا سہارا لے کر بھاگنے لگا۔ سوچا کہ دریا کے کنارے کنارے سیب کے باغوں تک پہنچ جاؤں گا۔ وہاں کسی نزدیکی گاؤں میں پناہ ملے گی۔ مگر یہاں سے چار گلیاں چھوڑ کر دیکھا کہ مسجد شریف کے احاطے میں بکتر بند گاڑی کھڑی ہے۔ سو ہانپتے کانپتے یہاں تک آ پہنچا۔ اب آگے اللہ نگہبان ہے۔ تم بتاؤ تم لوگ یہاں کیسے؟"

"کیا بتاؤں۔"

ماسٹر نے لڑکوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"انہیں لینے والا نہیں آیا۔"

اسی وقت پُل سے کچھ گاڑیاں ڈم لائٹ جلا کر سست رفتار سے گزرنے لگیں۔ ماسٹر گھبرا کر بولا:

"شکنجہ کستا جا رہا ہے۔ ایسی صورت میں کسی کے دروازے پر دستک بھی نہیں دے سکتے۔ اس وقت زمین سب سے محفوظ کمین گاہ ہے لیکن وہ پھٹ جائے تو۔"

مُلا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا:

"ان سوختہ آشیانوں کے سب پنچھی اڑ گیے ہیں۔ بس ایک دو ہی بچ گیے ہیں جن کو دیکھ کر آدمی سمجھ سکتا ہے کہ ان کھنڈروں کی اصلی تصویر کیا تھی۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

میرے خیال میں ان سے بہتر کمین گاہ اس وقت کوئی نہیں۔''

ماسٹر اس تجویز کو رد کرنے ہی والا تھا کہ اس پار سے فائر کی آواز سنائی دی۔ سب دبک کر دیوار کی آڑ میں چھپ گئے۔ کچھ دیر بعد مُلا کے پیچھے سب ہو لیے اور ایک اندھیری گلی میں غائب ہو گیے۔

(4)

اس نے دونوں پستولوں کو اپنے مفلر کا کفن پہنا کے ایک کھنڈر میں دفنا دیا۔ کئی گلیوں سے گزر کر وہ کچھ دیر اس مکان کے سامنے رک گیا۔ سوچنے لگا یہ مکان جو آگ سے محفوظ رہا ہے ضروری نہیں کہ ہمارے لیے محفوظ ہو۔ مُلا نے کہا تھا کہ اس محلّے میں آگ تو ایک ہی مکان میں لگی تھی یا لگائی گئی تھی دوسرے مکان اسی آگ کی جھپیٹ میں آ کر راکھ ہو گیے۔ اس مکان کی آدھی چھت جل چکی تو جیسے بپھرے ہوئے شعلے بھڑکتے بھڑکتے ہانپنے لگے اور تھک کر سو گیے۔ آدھی چھت نیم سوختہ ہے۔ دو چار کھمبے جلنے سے ٹین کی چادریں ایک طرف کو جھک گئی ہیں جس سے ایک سرنگ بن گئی ہے۔ اسی سرنگ میں ایک دوسرے سے چمٹ کر رین بسیرا کیا تو بچ رہیں گے۔ بہت زیادہ حاجت ہو تبھی کوئی نیچے آئے گا۔ یہ نہیں کہ گھڑی گھڑی سیڑھیوں پر پھدکتے رہیں۔ نہ کھانسی نہ چھینک، نہ آنکھ بند نہ تاک جھانک۔ ''اور سنو!'' اس نے زور دے کر کہا تھا۔ اس سارے علاقے کی فوٹو گرافی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

کر لی گئی ہے لہٰذا مکان کی کوئی چیز اپنی موجوہ جگہ سے نہ ہلے۔ اگر تصویر نے مکان کی بیرونی صورت سے میل نہ کھایا تو سمجھ جائیں گے کہ گھس پیٹھ ہوگئی ہے۔

مکان کے احاطے کی ساری دیواریں گر کر ڈھیر ہوگئی تھیں۔ ڈیوڑھی کے دونوں ستون نیم خمیدہ تھے۔ پھاٹک کی چوکھٹ تکون کی شکل میں ایک ستون کے ساتھ کسی طور ٹکی ہوئی تھی۔ اس نے چوکھٹ پار کر کے جیسے ہی پہلا قدم روش پر رکھا اسے محسوس ہوا جیسے کوئی عجیب وغریب آواز فضا میں گونجی۔ جیسے اندھیرے کمرے میں ٹٹول ٹٹول کر چلنے والا اچانک گر گیا اور اس کی ہتھیلی ہارمونیم کے کلیدی تختے کو دبا گئی۔ وہ صحن میں کھڑا ہو کر مکان کو تکنے لگا۔ ہوا سنکی تو اسے لگا جیسے کسی دیوی کے سر سے دوپٹہ گر گیا اور اس نے سامنے کسی دیوتا کو دیکھ کر اپنا دوپٹہ اٹھایا اور بجلی کی سرعت سے اپنے سر کو ڈھانپا۔ دوپٹے کا ایک کونا سارنگی کے تاروں کو کمانچے کی طرح رگڑتا ہوا گزرا۔ دوروازہ کھولا تو چرمراہٹ سن کر اسے لگا جیسے کسی نے جلترنگ کے خالی پیالوں پر چوب چلائی ہو۔ اس کے جسم کی ساری رگیں خوف سے تن گئیں اور اسے اپنے تمام وجود میں جھنجھناہٹ محسوس ہوئی۔ اس کی روح پر کوئی زخمہ چلنے لگا۔

دروازے کے دائیں پٹ کا اوپری قبضہ اکھڑ چکا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کی حالت اس کبڑے بزرگ کے جیسی ہوگئی تھی جو لاٹھی کے بغیر قدم آگے بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اچانک وہ بھیانک سرسراہٹ سن کر دہل گیا۔ برآمدے میں کچھ کتّے گڑھوں میں سو رہے تھے جو اس کی آہٹ پا کر چونک گیے اور ہڑبڑاہٹ میں پچھلے دروازے سے بھاگ گیے۔ وہ ٹھٹھر کر رہ گیا۔ آگے سیڑھیاں تھیں اور اس میں زینے چڑھنے کی سکت باقی نہیں تھی۔ اچانک اسے محسوس ہوا کہ کہیں آس پاس سے خوشبو کے ہلکے ہلکے جھونکے آرہے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ہیں:

"کسی نے دھوپ جلائی ہے۔"

وہ بڑبڑانے لگا:

"نہیں اگربتی جل رہی ہے____ نہیں دونوں کی خوشبو ہے۔ مخلوط خوشبو۔"

اس نے غیرارادی طور پر دائیں طرف والے کمرے کا دروازہ کھولا۔ وہ مکڑی کے جالوں میں بری طرح پھنس گیا۔ کچھ دیر بازو ہلا ہلا کر اس نے خود کو جالوں سے آزاد کر دیا۔ کسی چیز سے ٹکرا کر اسے ٹھوکر لگی۔ کھڑا ہوتے ہوئے اسے محسوس ہوا جیسے کمرے کے فرش پر کوئی معصوم خواب سو رہا ہے جس پر اس کا ہاتھ پڑ گیا۔ اس نے خواب کی چیخ سنی:

"یہاں سے کچھ قدم آگے ایک کونا ہونا چاہیے۔ اور کونے میں لکڑی کا ایک طاقچہ____"

اس نے ٹٹول کر طاقچہ پر رکھی ہوئی موم بتی پر ہاتھ رکھا۔ جیب سے ماچس کی ڈبیا نکالی۔ فرش پر دو زانوں بیٹھ کر موم بتی جلائی۔ کمرے میں زرد رنگ کی ہلکی سی روشنی پھیل گئی۔ اس کی نظر طاقچہ پر رکھے ہوئے فریم پر پڑی۔ اس نے فریم نیچے اتار کر آستین سے اس کی گرد جھاڑنا شروع کیا۔ اسے لگا جیسے اس کا بچپن لوٹ آیا ہے اور وہ کاغذ کی پشت پر سکہ رکھ کر پنسل کی نوک اوپری حصّے پر رگڑ کر اس کا عکس ابھار رہا ہے:

"بوباجی!"

اس کے منہ سے دردناک سسکاری نکلی۔

"خبردار جو مجھے آج کے بعد بوباجی کہا تو۔"

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

آواز سن کر دلاری دیوی چو کے سے بھاگتی ہوئی آ گئی:

''مہاراج! آپ اتنا کیوں بھڑک رہے ہیں؟''

انسپکٹر پنڈت دوار کا ناتھ نے غصّے سے کہا:

''دلاری! تمہیں معلوم نہیں۔''

دلاری دیوی نے اپنے شوہر کی بات کاٹتے ہوئے کہا:

''ہاں ہاں معلوم ہے۔'' وہ اپنے دونوں ہاتھ ہلانے لگیں:

''کتنی بار سن چکی ہوں۔ میرے لاڈ نے اسے بگاڑ دیا ہے اور اس کی صحبت میں ہمارے بیٹے کے لچھن بگڑنے لگے ہیں۔ اس نے شرابی کو مارا پیٹا۔ اگر ڈی۔ ایس۔ پی صاحب معاملہ آپ کے سپرد نہیں کرتے تو ضربِ شدید کا کیس بن جاتا اور اس کی ضمانت بھی نہیں ہوتی۔ مگر مہاراج! اس شرابی موئے سے کچھ تفتیش کیوں نہ کی کہ وہ دوسروں کی بہو بیٹیوں پر فقرے کیوں کستا تھا۔ ارے جوان خون ہے ابال آ گیا ____ موئے کی نکسیر پھوٹی پھیپھڑے کیوں نہ پھٹ گیے۔ ہائے ہائے کسی ابلا کا بازار سے گزرنا مشکل ہو گیا ہے۔ کل کو ہماری سوہنی سے ہی کوئی ایسا برتاؤ کرے تب بھی آپ قانون کی کتاب میں دفعہ ڈھونڈتے رہیں گے۔''

''ارے دلاری دیوی! جرح کرنا بند کرو اب۔''

پنڈت جی کی آواز گونجنے لگی۔ فریم کو سینے سے لگا کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا:

''بوبا جی! بھابی!!''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

اس کے منہ سے دبی ہوئی چیخ نکلی۔اور دیوار پر گرد آلودہ وال کلاک کی بڑی سوئی نے اپنی جگہ پر کچھ چھٹپٹاتے ہوئے آخری ہچکی لی اور وقت مر گیا۔

وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔موم بتی رو رہی تھی۔اس کی لرزتی انگلیاں موم بتی کے آنسوؤں سے جھلس رہی تھیں۔اس نے ونود کا کمرہ کھولا۔موم بتی فرش پر رکھی۔ونود کے پلنگ پر بیٹھ گیا تو کئی نواڑ ٹوٹ گیے۔وہ اوپر اٹھنے کی کوشش میں اچھلنے لگا۔جیسے جال میں پھنسی ہوئی مچھلی چھٹپٹا رہی تھی۔بڑی مشکل سے اٹھ کر وہ سوچنے لگا کہ گھور اندھیروں میں اس گھر کے خواب کتنا ڈر محسوس کرتے ہوں گے۔اچانک اسے آواز سنائی دی:

''ابے او کم کرن کے باپ! اٹھ، اٹھ، اٹھ۔''

اس کی نیند اچٹ گئی ہڑبڑاتے ہوئے پوچھا:

''کیا ہوا؟''

ونود نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا:

''پوچھتا ہے کیا ہوا؟ ابے تو خراٹے لے رہا ہے کہ پتھروں کی کان میں بلاسٹنگ کر رہا ہے۔سالے! تیرے خراٹوں کے صدمے سے دیواروں سے مٹی گرنے لگتی ہے۔اٹھ اپنے ڈیرے پر جا۔''

اس نے گردن کھجاتے ہوئے کہا:

''تو میں کیا کروں۔تم پنڈت لوگ پتہ نہیں کیسے ان کابکوں میں بسر کرتے ہو۔داروغہ سے کیوں نہیں کہتے کہ کہیں کشادہ جگہ پر آرام دہ مکان بنوائے۔سالا کبھی چھت سے سر ٹکراتا ہے تو کبھی دروازے کی چوکھٹ سے۔سو بار سر میں گومڑے پڑے ہیں۔''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ونود نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا:

''ابے کمینے! مدہم بول وہ تیرا باپ سنے گا تو غدر مچائے گا۔''

''کون؟''

اس نے جمائی لے کر پوچھا۔ ونود بولا:

''ابے بوبا جی۔''

اس نے منہ پر تھپکی دے کر دوسری جمائی کو روکا:

''یار تم لوگ والدین کو کیسے کیسے ناموں سے پکارتے ہو؟ بوبا تو ہم ماں کو کہتے ہیں۔ اور بھابی ہمارے یہاں بھابی ہی ہوتی ہے ماں نہیں ــــــ سگرٹ پلائے گا؟''

وہ بغلیں کھجانے لگا۔ ونود نے ہاتھ جوڑ کر کہا:

''ابے بغلوں کو کھجانا بند کر۔ سالے تو بغلوں کو کھجانے کے بعد ہاتھ کو کیوں سونگھتا ہے۔''

اس نے چڑانے کے لیے اپنا ہاتھ ونود کے منہ کی طرف بڑھایا۔ ونود پیچھے ہٹ گیا۔ وہ ہنستے ہوئے بولا:

''تو بھی تو کانوں میں انگلی ٹھونس کر اسے سونگھتا ہے۔''

وہ گھٹنوں کے بل گر گیا۔

باہر کتوں نے بھونکنا شروع کیا۔ شاید گلی سے کوئی گزر رہا تھا۔ اس نے کھڑکی کے شیشے سے جھانک کر دیکھا۔ دھندلی چاندنی میں کھنڈروں کے اس پار گلی میں کچھ دکھائی نہ دیا۔ وہ موم بتی لے کر برآمدے میں آیا۔ اس نے بائیں طرف والے کمرے کو کھولنا چاہا مگر اس

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

کے ہاتھ لرز رہے تھے۔ کچھ دیر رک کر اس نے لرزتے ہاتھ سے دروازہ کھولا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اسے دھوانسی ہوا میں تیرتی ہوئی سرگم نظر آئی۔ جیسے دھنک کی طرح جگنوؤں کی ایک قطار لہراتی ہوئی آہستہ آہستہ اوپر چلی گئی اور اوپر سے اسی رفتار میں نیچے چلی آئی۔ جگنوؤں کے پنکھوں میں عجیب بھنبھناہٹ تھی۔ کبھی کھرج بولتا تھا تو کبھی رکھب۔ سارے گاما پادھانی سا۔ سانی دھا پاما گا رے سا۔ کمرے میں آروہی اور امروہی کے سر گونجنے لگے۔ سروں کے درمیان سرتیاں چھم چھم ناچ رہی تھیں۔

''یہ سنسار ایک راگ منڈل ہے۔ ہم پرانی اس کے راگ اور راگنیاں ہیں۔ راگ اور راگنیوں کے پتر ہیں ان پتروں کی اردھانگنیاں ہیں جنہیں بھارجائیں کہتے ہیں۔ ہر راگ کی اپنی جاتی ہے۔ کسی کے سات سر ہیں اسے سمپورن راگ یا راگنی کہتے ہیں۔ کسی کے چھ سر ہیں اسے شاڈو کہتے ہیں اور کسی کے پانچ اسے اوڈو کہتے ہیں۔ کوئی سر راگ کا راجا ہوتا ہے۔ اسے وادی سُر کہتے ہیں راجا کی رانی ہوتی ہے اسے سموادی سُر کہتے ہیں۔ ان کا ایک شترو ہوتا ہے اسے ورجت سُر کہتے ہیں۔ ورجت سُر اگر راج محل میں گھس آئے تو وہ راگ کی ہتیا کر دیتا ہے۔''

''سچ کہتی ہو سوہنی دیدی!'' اس نے تعجب سے پوچھا۔

اس نے موم بتی طاق پر رکھی اور ٹھیک اس جگہ بیٹھ گیا جہاں دیوار کے ساتھ تانپورا رکھا ہوا تھا۔ اس نے دوزانوں ہو کر تانپورے کو گود میں رکھا۔ سب تار ٹوٹ چکے تھے۔ راگی کا مارگ درشن کرنے والے کھرج اور پنچم کی آواز مر گئی تھی۔ اس نے تونبی پر ہاتھ پھیرا۔ اس میں چوہوں نے بڑے سوراخ بنائے تھے۔ گھڑیچ نے آخری ہچکی لی اور تان

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

پورے کا سر ایک طرف لڑھک گیا۔ اس نے پلنگ کے نیچے ٹٹول کر گھسیٹتے ہوئے ہارمونیم نکالا۔ کلیدوں پر انگلیاں پھیر کر اسے لگا جیسے تینوں سپتک مر گئے ہیں اور کلیدوں نے ان کے ماتم میں کلیجہ چھلنی کر دیا ہے۔ دھونکنی کھلی ہوئی تھی۔ اس میں بڑے گھاؤ پڑ گیے تھے۔

طبلے کے زیر و بم کی کھال اکھڑ چکی تھی۔

موسیقی کب کی مر چکی تھی۔

''کیا ہوا؟ منہ پھلائے کیوں بیٹھے ہو؟''

سوہنی اپنے منگیتر گجدھر بابو کے لیے سویٹر بن رہی تھی۔ اس نے ناک کی پھنک پر آئے ہوئے عینک کے اوپر سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ تبھی اس کی گود سے اون کا ایک گولا گر گیا اور لڑھکتا ہوا اس کے گھٹنے سے آ لگا۔ اس نے اون لپیٹتے ہوئے گولا سوہنی کی گود میں رکھ کر کہا:

''کچھ بھی تو نہیں۔ آج موسیقی کی کلاس نہیں؟''

''نہیں۔''

سوہنی نے اون کے گولے میں سلائی گھونپتے ہوئے کہا:

''ایک بات بتاؤں؟''

''کیا؟''

اس نے مری ہوئی آواز میں کہا۔ سوہنی بولی:

''تم اول درجے کے مورکھ ہو۔''

اس نے چھت کی طرف دیکھ کر کہا:

''کوئی نئی بات نہیں۔''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

سوہنی کو یہ سن کر غصّہ آیا۔ بولی:

"ارے تم جان بوجھ کر خود کو کیوں تکلیف پہنچا رہے ہو۔ وہ امیر زادی تمہیں بے وقوف بنا رہی ہے۔ اس کی سگائی ہو چکی ہے۔ اگر اسے تم سے ذرا بھر پیار ہے تو سگائی کیوں نہیں تڑواتی۔"

اس نے اٹھتے ہوئے کہا:

"سوہنی دیدی! اگر یہی بات کرنی ہے تو میں اٹھ کر چلا جاتا ہوں۔ جب مجھے اس سے پیار ہوا تھا تب مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس کی سگائی ہو چکی ہے۔"

وہ اٹھنے لگا تو سوہنی نے بازو پکڑ کر اسے بٹھایا۔ خود چوکڑی مار کر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ بولی:

"ناراض ہو گیے؟"

"نہیں۔"

اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ سوہنی نے اس کا سر اپنی گود میں لیا:

"رو کیوں رہے ہو؟ گاؤں سے پڑھائی کرنے آئے ہو یہ فضول کے چکر تمہیں خراب کر دیں گے۔ یہ سوچ کے میں نے ایسا کہا۔ اچھا معاف کرو۔"

وہ سوہنی سے لپٹ کر رونے لگا:

"دیدی تم ہی بتاؤ میں کیا کروں۔ گاؤں جاتا ہوں تو وہاں بے تاب ہو کر واپس آتا ہوں۔ ڈیرے پر چین نہیں آتا۔ ونود سے کچھ کہہ نہیں

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

سکتا۔ ایک تم ہی ہو جس کے دامن سے لپٹ کر رو سکتا ہوں۔ اب تم بھی چلی جاؤ گی تو میں اپنا دکھڑا کس کو سناؤں گا۔ میں جانتا ہوں علی زاوہ راگنی ہے جس کا میں ورجت سُر ہوں۔"

سوہنی پیار سے بولی:

"تم ہمارے جیون راگ کے وادی سُر ہو میرے بھائی۔ اچھا یہ بتاؤ تم میری وداعی پر آنسو بہاؤ گے؟"

"نہیں۔"

اس نے سوہنی کے گال پر ڈھیلے سے طمانچہ مارتے ہوئے کہا:

"آنکھوں پر تھوک لگا کر جھوٹ موٹ کی چیخیں نکالوں گا۔"

سوہنی کی بھی آنکھ بھر آئی۔ سوہنی رونے لگی تو اس نے پوچھا:

"اب تم کیوں رو رہی ہو؟"

یہ سننا تھا کہ سوہنی لپک کر اس سے لپٹ گئی اور زور زور سے رونے لگی۔ اس نے سوہنی کے ماتھے کو چوم کر کہا:

"جانتی ہو سوہنی۔"

"کیا؟"

سوہنی نے دوپٹے سے آنسو پونچھتے ہوئے پوچھا۔ وہ بولا:

"تم سوہنی ہو۔ راگ سوہنی جسے تان سین نے ایک پریم جوگن کے لیے بھیگی چاندنی میں گایا تھا۔ گجدھر راگ راگنیوں کا پتر ہے۔ بہت پیار کریں گے تم سے۔ اتنا پیار کہ تم ہم سب کو بھول جاؤ گی۔"

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

''نہیں رے۔''

سوہنی نے سبکی لے کر کہا:

''تمہارے گجدھر بابو کو سنگیت پسند نہیں۔''

جیسے کسی نے تانپورے کی تونبی کو زور سے زمین پر دے مارا۔ ایک دھماکا سا ہوا اور اور دوڑتا ہوا صحن میں آیا۔ ڈیوڑھی کے ستون پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے لگا جیسے بارات آئی۔ سب دولھے کو پھول مالائیں پہنانے لگے۔ وہ ہاتھوں میں مالا لے کر آگے بڑھ رہا ہے۔ اسے دیکھ کر گجدھر بابو چیختے ہوئے پیچھے ہٹ گیے۔ ان کے منہ سے دہشت میں نکلا:

''سانپ سانپ اس کے ہاتھ میں سانپ ہے۔''

بھاگڑ پڑ گئی۔ باراتی ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ سوہنی نے چلا کر کہا:

''ہائے میں لٹ گئی۔ میرے بھائی نے میرے سہاگ کو سانپ سے ڈسوایا۔''

اس بھیانک خیال سے اس کے سارے بدن میں سنسنی پھیل گئی۔ اسے لگا جیسے اس نے سلسلاتے سانپ کی کھال کو چھوا۔ وہ سانپ سانپ چلاتے ہوئے گلی میں بھاگنے لگا۔ گولیوں کے کئی راؤنڈ چلے۔

کل کریک ڈاون میں سارا دن خالد کی لاش اوندھے منہ گلی میں پڑی رہی۔

☼☼

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

نخلِ گریہ

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

(1)

پھر انہیں حکم ہوا کہ اپنی جماعت میں سے دو افراد منتخب کر لو۔ ان سے کہہ دو کہ ایک مشرق کی طرف اور ایک مغرب کی طرف روانہ ہو جائے۔ پس ان میں سے جو پہلے تم تک لوٹ آئے اس کا اتباع کرو۔ ان میں سے کسی نے پوچھا کہ اس تنگ و تاریک غار میں جبکہ ہم یہ بھول گیے ہیں کہ ہمارا دایاں ہاتھ کون ہے اور بایاں کون، ہم کیسے مشرق اور مغرب کا تعین کریں گے۔ اور ان میں سے بھلا کون لوٹ کر آئے گا جبکہ اس غار نے ساری زمین کو نگل لیا ہے؟ پھر ان سے کہا گیا کہ ہر غار کی اطراف مقرر کی گئی ہیں اور غار اور زمین کے بارے میں اندیشہ نہ پالو۔ اور تمہیں تمہاری گزشتہ زندگی میں سے کچھ یاد نہیں اور تم بھول گیے ہو اپنے اور اپنے عزیزوں کے نام کہ ہم نے تم سے تمہاری یاداشتیں چھین لی ہیں۔

پھر ان پر غشی طاری ہونے لگی۔ اور ان کی گھٹن بڑھا دی گئی حتیٰ کہ وہ تپتے صحرا میں مارِ زنگی کا پیچھا کرنے والی لومڑی کی طرح ہانپنے لگے۔ پسلیاں پسلیوں سے ٹکرا کر بجنے لگیں تب ان میں سے دو افراد بمشکل استادہ ہو گیے اور اپنی اپنی سمت پکڑ کر چلنے لگے۔ پس جس قدر وہ دور ہوتے گیے اسی قدر ان کے ہوش درست ہونے لگے اور سانسیں ہموار ہو گئیں اور آنکھوں کی پتلیوں نے اپنی جگہ پر آ کر قرار پکڑا۔ مگر وہ عجلت پسند تھے کہ جب ایک مدت گزر گئی اور دونوں میں سے کوئی بھی لوٹ کر نہیں آیا تو مایوس ہو گیے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہائے ان کے وہم نے ان کی جان لی اور بے شک انہوں نے تعجیل سے کام

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

لیا۔

پس جب ایک مقررہ مدت گزر گئی تو ان میں سے مشرق کی جانب جانے والا لوٹ کر آیا اور ان سے کہا کہ مجھے جب روشنی رائی بھر نظر آئی تو مجھ سے کہا گیا کہ اپنے ساتھیوں کی طرف مراجعت کرو کہ اگر تم اکیلے روشنی سے گزر گیے تو کبھی اپنے ساتھیوں کو راستہ دکھانے کے لیے نہ لوٹ سکو گے۔ پس تم لوگ ایک دوسرے کا سہارا بن جاؤ اور میرا تتبع کرو۔ پھر جب چلتے چلتے ان پر ایک مقررہ زمانہ گزر گیا تو انہیں دور سے آنکھ کے ڈھیلے کے برابر روشنی کا ایک نقطہ دکھائی دیا اور ان سے کہا گیا کہ کچھ دیر ٹھہر جاؤ اور ٹھہر کے آگے بڑھو اور روشنی کے اس نقطے کی طرف زنہار ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھو کہ اس عمل سے تم راستے کی اونچ نیچ سے غافل ہو کر منہ کے بل گر جاؤ گے۔ اور ایک دوسرے کو چلنے میں تعاون کرو اور ہمارے حکم کا انتظار کرو کہ ہم عنقریب تمہیں تمہاری یاداشت لوٹا دیں گے۔

اور ایک مقررہ مسافت طے کرنے کے بعد جب انہوں نے روشنی کے نقطے کو وسیع ہوتے دیکھا تو ایک دوسرے سے کہا کہ بے شک یہی یہاں سے نکلنے کا راستہ ہے اور صحیح راستے پر ہمارا راہنما ہے کہ ہم اپنے پیچھے چھوڑے ہوئے اندھیرے کو دیکھ سکتے ہیں اور یہ بھی دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے پاؤں کے نیچے زمین ہے اور زمین پر راستہ ہے جس پر ہم چل کر آگے بڑھ رہے ہیں۔ اور جس گھڑی وہ غار کے منہ پر پہنچ گیے تو ان کے منہ سے خوف کے مارے چیخ نکل گئی اور وہ بولے کہ یہ کون سی شے ہے جس سے ہماری آنکھیں چندھیا گئیں اور ہم ڈرنے لگے اور ہماری پلکیں جھپکنے لگیں۔ پھر ان کی یاداشت میں سے کچھ مقدار لوٹا دی گئی اور انہوں نے ایک دوسرے سے حیرت سے کہا ارے یہ تو روشنی ہے۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

پھر ایک خاص مقام پر اس نے مردوں کو عورتوں سے الگ کیا اور کہا کہ تم دونوں جنس کے اعتبار سے الگ ہو۔ اپنی اپنی مخالف جنس میں سے اپنے من کے حساب سے انتخاب کرو، پھر آپس میں ملاپ کرو کہ مردوں کی ریڑھ کی ہڈی اور عورتوں کی کوکھ سے اس قبیلے کی نسلیں پیدا ہونگیں اور اس جنگل بیابان میں خورد نوش، بود و باش اور ملاپ کا طریقہ جانوروں سے سیکھو اور یاد رکھو کہ تمہارا ایک دوسرے سے رشتہ اور ملاپ انصاف اور اعتدال کا ہوگا۔ اور نہ ایک دوسرے کے پہلو سے عورتیں نکال کر ان کا اغوا کرو نہ ان کے لالچ میں خونریزی کرو۔

پھر جب ایک مقررہ زمانہ ان پر گزرا تو عورتوں کی چھاتیاں جھک گئیں اور انہوں نے بچوں کو جنم دیا۔ اور وہ ہاتھوں میں اپنے بچوں کو لے کر اس کے پاس گیے اور ان میں سے ایک بولا کہ تمہیں غیب کی باتیں کیسے معلوم ہوتی ہیں جبکہ تم بھی ہم میں سے ہی ایک ہو۔ اور تمہیں ہمارے بارے میں غیب کی باتیں کون بتاتا ہے؟ یہ سن کر وہ ان سے مخاطب ہوا کہ تم بھول گیے کہ جب تمہیں اندھیرے غار نے نگل لیا تھا اور تم زندہ رہنے کی امید چھوڑ چکے تھے، اور جب تم سے کہا گیا کہ اپنے گروہ میں سے دو افراد کو منتخب کرو جن میں سے ایک مشرق اور ایک مغرب کی طرف روانہ ہوگا تو تمہیں تمہارے دلوں کے وسواس نے روکا اور تم نے اندھیرے اور حقیر اور معذور زندگی کو ترجیح کے قابل سمجھا۔ پس اس وقت مجھے تم لوگوں پر رحم آیا جبکہ مجھے معلوم ہی نہیں تھا کہ اندھیرے سفر کا انجام روشنی پر ہوگا۔ اور سن لو میں کچھ مدت کے بعد تم سے دور چلا جاؤں گا اور پھر جب تم پر ایک خاص زمانہ گزرے گا، میں تمہاری طرف لوٹ آؤں گا۔ تم اپنے الاؤ کو جلائے رکھنا اور جانوروں کی کھال کو محفوظ رکھنا، ایک دوسرے پر لاٹھیاں نہ اٹھانا اور نہ بچوں کو اپنے غاروں میں اکیلے چھوڑنا۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

یہ کہہ کر وہ اٹھا اور ایک درخت سے ٹہنی کاٹ کر ان سے کہا کہ تم سب مل کر اسی طرح ٹہنیاں کاٹ کر انہیں ایک دوسرے کے قریب رکھنا اور ان پر درختوں کی چھال سے گانٹھیں لگاتے جانا حتیٰ کہ ایک بیڑہ میرے قد کے برابر تیار ہو جائے کہ مجھے آبی راستہ سے سفر کرنے کا حکم ہوا ہے۔

(2)

پھر جب ان پر ایک مخصوص زمانہ گزرا اور سورج ان کے سروں پر بجھتے ہوئے الاؤ کی طرح دھواں دینے لگا تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ آسمان نے کسی جانور کی کھال اس پر ڈال دی ہے کہ ہمارے پاؤں تلے کی زمین جو حرارت سے تپ رہی تھی کچھ دیر کے لیے ٹھنڈی ہو جائے۔ اور جب دن دھاڑے پیڑوں کے سائے لمبے ہونے لگے، اور جب پرندے شاخوں پر اپنے گھونسلے چھوڑ کر جھنڈ کے جھنڈ اڑ گیے اور واپس نہ آئے تو انہوں نے کہا کہ وہ سورج کا الاؤ بھڑکا کر ہی واپس لوٹیں گے کہ وہ اڑ سکتے ہیں اور ہم اڑ نہیں سکتے۔ پھر جب دوپہر کے کچھ ہی بعد مشرقی افق پر بادل سرخ ہونے لگے تو انہوں نے کہا کہ پرندوں کا جھنڈ الاؤ کو سلگاتے ہوئے جل گیا ہے اور ابھی ان پرندوں کے سوختہ پروں کی راکھ ہم پر گرنے والی ہے۔ پس وہ اس خوف سے اپنے اپنے غاروں میں دبک گیے اور انہیں معلوم ہی نہ ہوا کہ پیڑوں نے اپنی شاخوں سے زرد پتّے کب جھٹک دیے اور کب راتیں نیند سے زیادہ طویل اور دن کام سے زیادہ مختصر ہو گیے۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

پھر ایک صبح انہوں نے اپنے غاروں سے دیکھا کہ زمین نے برف کی چادر اوڑھ لی ہے۔ اور وہ شدید ٹھنڈ سے کپکپانے لگے کہ ان کا الاؤ بجھنے والا تھا اور وہ سوچنے لگے کہ "آسمان پر الاؤ اکسانے کے بعد پرندے ان کا الاؤ اکسانے کے لیے ضرور آئیں گے۔ اور جب پرندے نہ آئے تو انہیں اس کی بات یاد آئی کہ جانوروں کی کھالوں کو محفوظ رکھنا۔ پھر انہوں نے اپنے اجسام کھالوں میں چھپائے اور گھٹنوں میں سر دے کر بیٹھ گیے۔ پھر ان پر ایک خاص عرصہ کے لیے غشی طاری کر دی گئی۔

پس جب یہ عرصہ گزر گیا تو ان کے ہوش اس قدر درست کیے گیے کہ وہ خواب اور حقیقت میں فرق کرنے لگے، اور ان کی آنکھیں اس قدر روشن کی گئیں کہ وہ لوٹ کر آئے ہوئے پرندوں کے پر گننے لگے، اور ان کی قوتِ سماعت اس قدر درست کی گئی کہ وہ پھولوں کے چٹکنے کی صدا سننے لگے۔ اور ان کی قوت شامہ اس قدر تیز کر دی گئی کہ وہ اپنے چاروں طرف عفونت کو محسوس کرنے لگے۔ پھر وہ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے اس عفونت کے باب میں۔ پھر ان میں سے ایک بولا کہ اپنے جسم سے کھالیں اتار دو کہ یہ بدبو ان کی سرانڈ کی ہے۔ اور جب انہوں نے اپنے جسموں سے کھالیں اتار دیں تو دیکھا کہ ان کے جسموں پر کالے رنگ کے کیڑے کلبلا رہے ہیں اور ان میں سے کچھ ان کے گوشت میں پیوست ہو گئے تھے۔ پس وہ گھبرا کر گر گیے اور پرندے ان کے جسموں پر اتر گیے اور ان کے جسموں سے کیڑے اٹھانے لگے۔

پھر وہ روتے بلکتے ایک دوسرے پر اپنا حال بیان کرنے لگے کہ یہ ہمیں کیا ہوا کہ ہمارے جسم حرارت سے تپنے لگے اور گوشت کے نیچے ہڈیاں درد سے چٹخنے لگیں۔ اور وہ زمین پر لوٹنے لگے۔ اور جب ان میں سے کچھ پاؤں پیٹ پیٹ کر مر گیے تو وہ ان کے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

مردہ جسموں کو ہلانے لگے۔ اور جب ان جسموں سے عفونت آنے لگی تو انہوں نے دیکھا کہ آسمان سے چیل کوؤں کا ایک جھنڈ اتر رہا ہے۔ پس وہ خوف کے مارے اپنے اپنے غاروں میں گھس گیے۔ پھر ان کے جسم سڑنے لگے اور پیپ کی بدبو سے انہیں ابکائیاں آنے لگیں۔

تب زابونہ نے اپنے لڑکے ناقول کو اٹھایا اور اس پیڑ کے نیچے رونے لگی جس سے اس کے شوہر فراسنگ نے پہلی ٹہنی توڑی تھی۔ پھر جب انہوں نے زابونہ کی فریادیں سنیں تو وہ بھی غاروں سے نکل کر اس کے پاس آئے اور گریہ کرنے لگے۔ ایک خاص مدت گزر گئی تو ایک دن اچانک زمین ایسے ہلنے لگی جیسے تیز ہوا میں پیڑ کی شاخیں ہلتی ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے پر گرنے لگے اور ڈر کے مارے زمین سے چمٹ گیے۔ تب جب رات آئی تو ایک خوفناک آواز ان پر نازل کی گئی اور ان کے سر پھٹنے لگے اور وہ آنکھیں موند کر زمین پر رینگنے لگے۔ تب ان کی بائیں طرف ایک بھیانک شعلہ بھڑک اٹھا اور انہوں نے چندھیائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک پہاڑ کا سینہ کھل گیا ہے اور لپکتے ہوئے شعلوں کے پرکالے آسمان کو چھونے لگے۔ پھر وہ غش کھا کر گر گیے اور جب ان کی آنکھیں کھل گئیں تو دیکھا کہ اس پہاڑ کے منہ سے دھواں نکل رہا ہے اور زمین نے قرار پکڑا ہے۔ تب زابونہ نے ان سے کہا کہ سنو میں نے خواب میں اپنے شوہر فراسنگ کو دیکھا اور اسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس پہاڑ سے شعلے نکالے گیے اسی میں گرم پانی کے چشمے نکل آئے ہیں پس تم جس بیماری میں جکڑ چکے ہو اس کا علاج ان چشموں کے پانی سے کرو۔ یہ سن کر وہ بے تحاشا اس پہاڑ کی جانب دوڑنے لگے کہ ان سے اب درد برداشت نہیں ہوتا تھا۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

(3)

پھر جب ایک عرصہ ان پر گزرا تو ان کی یادداشت میں سے کچھ مقدار لوٹادی گئی تو انہوں نے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تمہارے غار میں تمہارے ساتھ رہنے والی عورت میری ہے اس لیے میری عورت واپس کردو۔ پس ایسی باتیں کر کے انہوں نے شور پیدا کیا اور ان میں ایسا کوئی نہ تھا جو اس قضیہ کا حل نکالتا۔ تب انہوں نے زبرستی اپنی سابقہ ازواج کو واپس لینا چاہا اور ان میں کشاکش ہوئی اور سر ناریل کے خول کی طرح پھٹنے لگے۔ تب زابونہ نے درمیان میں آکر ان سے کہا کہ کیا تم بھول گیے کہ تم سے فراسنگ نے کیا کہا تھا کہ ایک دوسرے کی عورتوں پر خونریزی نہ کرو اور آپس میں میل ملاپ بڑھاؤ اور اپنے من پسند عورتوں کا انتخاب کرو۔ پس تم لوگوں نے اپنی مرضی سے انتخاب کیا اور اب تم کیسے ان عورتوں کو ان کی مرضی کے خلاف لے جارہے ہو۔ پھر انہوں نے کچھ کھوپڑیاں ہاتھوں میں لے کر کہا کہ افسوس اس یادداشت پر جو لوٹادی گئی اور جس کی وجہ سے سروں کے کاسے چور ہوئے۔ بے شک ہم نے اکتفا نہ کیا اور خونریزی کے مرتکب ہوئے۔ ہم پر ہمارا سابقہ نفس غالب ہوا اور ہم نے انصاف سے گریز کیا۔

تب زابونہ نے ان سے کہا کہ مجھے کچھ عرصہ پہلے خواب میں فراسنگ تے اس سے بھی بڑی تباہی کی بات کہی ہے۔ اور وہ خوف زدہ ہو کر پوچھنے لگے بھلا کس تباہی کی بات اس نے کہی ہے۔ کیا ہم پر بادل پھٹ جائیں گے؟ کیا سورج ہم پر دھکا یا جائے گا؟ کیا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

جنگل میں ہمارے رزق کے راستے بند کیے جائیں گے اور کیا ہم سے ہماری عورتیں اور بچّے چھین لیے جائیں گے؟ زابونہ نے کہا نہیں اس سے بھی بڑی تباہی تم پر آنے والی ہے۔ یہ تباہی مغرب والے کے ساتھ آئے گی اور ایسے تمہارے اندر داخل ہوگی جیسے تمہارے پھیپھڑوں میں سانس جاتی ہے کہ نہ تم اس کے بغیر رہ سکتے اور نہ تمہیں اس کے آنے جانے کی کوئی خبر ہے۔ جیسے تمہیں نیند آتی ہے اور نیند میں خواب آتے ہیں کہ تمہیں اس باب میں کوئی اختیار نہیں۔ یہ سن کر وہ سراسیمہ ہوگیے اور ان میں سے ایک نے پوچھا اس تباہی سے بچنے کا کوئی طریقہ اس نے بتایا۔ زابونہ نے کہا نہیں کوئی نہیں۔ کیا تم سورج کو طلوع اور غروب ہونے سے روک سکتے ہو؟ کیا تمہیں چاند کو اپنی مقررہ راتوں سے زائد راتوں میں نکالنے کا اختیار ہے۔ اور کیا تم زمین پر اپنے پاؤں جما کر گھاس کو اگنے نہیں دے سکتے؟ انہوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ نہیں یہ سب ہمارے بس میں نہیں۔ پھر زابونہ بولی پس یہی مثال اس تباہی کی بھی ہے۔ اب تم لوٹ جاؤ اپنے اپنے غاروں کی طرف اپنی اپنی عورتوں کے ساتھ۔ اور وہ سر جھکائے اپنے بچوں اور عورتوں کی باہیں پکڑ کر لوٹنے لگے۔

پھر جب ایک عرصہ گزرا اور قتال میں مارے گئے افراد کی لاشوں کو چیلوں اور گدھوں نے پنجر بنا دیا تو انہوں نے لکڑیاں زمین میں گاڑ کر پنجر ان کے سہارے استادہ کیے اور مٹّی گوندھ کر ہڈیوں پر پوت دی اور جب کچھ عرصہ بعد مٹّی خشک ہو کر تڑخنے لگی تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ درد سے ان کی ہڈیاں چیخ رہی ہیں اور بے شک ہم زیادتی کرنے والوں میں سے ہیں۔ پھر ان میں سے ایک بولا کہ چلو اس جگہ سے چلتے ہیں مبادا تباہی ہمیں گھیر لے اور ہم کسی عظیم عذاب میں مبتلا ہو جائیں۔ مگر ان کے دلوں میں سفر کی صعوبتوں کا ڈر بیٹھا اور انہیں ان کے غاروں کے انس نے روکا۔ پس انہوں نے حیلہ بنایا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

کہ فراسنگ کے بغیر یہاں سے نکلنے کا راستہ ہم میں سے بھلا کس کو معلوم ہے؟

(4)

پھر ایک عرصہ کے بعد جب ان کی یاداشت میں سے کچھ لوٹا دی گئی تو انہوں نے ان لوگوں کو وہ باتیں بتادیں جن کے علم میں وہ باتیں نہ تھیں۔ تب ان میں سے ایک جوان بولا کہ کیا تمہیں معلوم ہے جب جوان عورتوں کی رانوں سے خون بہتا ہے تو کیسا لگتا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں ہمیں نہیں معلوم کہ کیسا لگتا ہے۔ تب وہ بولا کہ ایسا لگتا ہے جیسے کسی نے نوکیلے پتھر سے جانور کا گلا کاٹ کر اسے کاندھے پر لاد دیا ہو اور اس جانور کی شہ رگ سے خون کی بوندیں اس شخص کے چوتڑوں پر گر رہی ہوں۔ تب ان میں سے ایک بولا کہ ناموج تم تو شاعر ہو کہ شاعر ہی ایسا کلام کہتا ہے۔ تم اپنے کلام سے کچھ اور کلام ہمیں سناؤ۔ تب اس نے کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب بادل نیلے آسمان میں تیرتے ہیں تب کیسا لگتا ہے؟ تو انہوں نے کہا بھلا یہ تم سے بہتر کون جان سکتا ہے۔ تب اس نے کہا کہ جب آسمان میں بادل تیرتے ہیں تب ایسا لگتا ہے جیسے نیلے پانی کی ندی میں مچھلیوں کی ایک ڈار ایسی بہہ رہی ہو جس کی سب مچھلیاں مر گئی ہوں اور ان کا پیٹ پانی کی سطح کی طرف ہو اور ان کے پیچھے ایک اور ڈار ان کے جیسے ہی بہتی چلی آرہی ہو۔ یہ سن کر وہ شخص بولا بے شک تم شاعر ہو کچھ اور اپنے کلام سے ہمیں سناؤ۔ تو اس نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ جب اس قبیلے کی لڑکیاں ندی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

میں غوطہ لگا کر اٹھتی ہیں تو ان کے پستان پانی میں کیسے ہلتے ہیں؟ وہ شخص پھر بولا کہ بھلا تم سے بہتر کون بتا سکتا ہے۔ پس اس نے کہا کہ جب لڑکیاں پانی کے اندر سے باہر آتی ہیں اور ان کے پستان اچھل اچھل کر ان کے سینے سے ٹکراتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے کوئی جنگلی جانور کسی بھیڑ کے پیچھے بھاگ رہا ہو اور اس بھیڑ کے فوطے ہلتے ہوئے اس کی رانوں سے ٹکراتے ہوں۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا کہ تم ایسے کلام میں سے ہمیں اور کچھ سناؤ۔ تب اس نے کہا کہ جب شام کا دھندلکا پھیلتا ہے تو تم کو معلوم ہے کیسا لگتا ہے؟ تب ان میں سے کسی نے کہا نہیں مگر تم سے بہتر کون جان سکتا ہے کہ کیسا لگتا ہے۔ تب اس نے کہا کہ جب شام کا دھندلکا پھیلتا ہے تو ایسا لگتا ہے جیسے ہم میں سے کسی نے لکڑی پر خوب مچھلیوں کی چربی مل کر اس میں آگ لگا دی ہو اور چربی جل گئی ہو اور لکڑی سے ہلکا ہلکا دھواں اٹھ رہا ہو۔ پس سب عالمِ تحیر میں اس کے ہاتھ چومنے لگے اور لڑکیاں اس کا طواف کرنے لگیں اور جب انہوں نے رات کو الاؤ کے شعلوں کو اس قدر بھڑکایا کہ روشنی سے پرندوں کو صبح کا گمان ہوا اور وہ اس گمان میں چہچہانے لگے تو ان میں سے ایک نے ناموج سے کہا کہ اپنے کلام میں سے کچھ سناؤ۔ تو اس نے قبانہ کی طرف دیکھ کر کہا کہ قبانہ جب جنگل میں میرے آسن کے نیچے آ کر چھٹپٹاتی ہے تو مجھے اس نیل گائے کی یاد آتی ہے جس کی پچھلی ٹانگیں دلدل میں تھیں اور اگلی خشکی پر اور وہ بار بار اگلے کھر زمین پر مار کر دلدل سے نکلنے کی کوشش کرتی تھی مگر تھک کر خاموش کھڑی رہی۔ اس پر قبانہ نے اٹھ کر اسے زمین پر گرا دیا اور اس کی رانوں کو اپنے آسن کے نیچے زور سے دبایا اور کہا کہ اب کچھ کہو۔ اس پر ناموج نے کہا کہ اپنے دانت میرے گلے میں گاڑ دو اور میں اس ہرن کی طرح تڑپوں گا جس کی گردن درندہ اپنے جبڑوں میں دباتا ہے۔ پھر قبانہ نے جب ایسا ہی کیا تو ناموج جھوٹ موٹ کا چھٹپٹانے لگا اور اس

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

کے اس مکر پر سب ہنس پڑے۔

تب ان میں سے ایک جوان اٹھا اور ان سے کہا سنو! میں تم کو کچھ دکھانے والا ہوں۔ ان میں سے کسی نے پوچھا کیا تم ناموج کا مقابلہ کر کے منہ کے بل گرنے والے ہو؟ تب اس نے کہا نہیں میں منہ کے بل گرنے والا نہیں بلکہ میری چیز دیکھ کر تم عنقریب منہ کے بل گرنے والے ہو۔ تب اس نے ایک پتھر کے پیچھے سے ایک سانپ نکالا اور اسے چابک کی طرح ان کی طرف لہرانے لگا۔ پس وہ سب ڈر گیے اور جان بچانے کے لیے ایک دوسرے پر ایسے گرے جیسے پہاڑ سے لڑھک کر آئے ہوئے پتھر ایک دوسرے پر گر کے ڈھیر ہو جاتے ہیں۔ تب جب اس نے انہیں خوف و دہشت میں بھاگتے ہوئے دیکھا تو وہ پکارا کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ میری چیز دیکھ کر تم منہ کے بل گر جاؤ گے اگرچہ یہ سانپ نہیں ہے۔ یہ سن کر وہ اس کے گرد کھڑے ہو کر ایسے گردنیں لمبی کر کے اس چیز کو دیکھنے لگے جیسے چیتا تالاب کے کنارے پر مگرمچھ کے خوف سے پانی پینے کے لیے گردن لمبی کرتا ہے۔ تب اس نے ان سے کہا کہ تم جسے سانپ قیاس کر کے جان بچانے کے لئے بھاگ رہے تھے یہ تو پیڑ کی چھال کے ریشوں کو میں نے آپس میں گتھی ڈال کے سانپ جیسی چیز بنائی ہے۔ اور میں نے گیلی مٹّی سے اس پر انگلی کے پوروں سے بندکیاں بنائی ہیں تا کہ ٹھیک سانپ لگے۔ تب ان میں سے کسی نے کہا کہ تم تو ہم سے بہترین چیز بنانے والے ہو۔

پھر ان میں سے ایک بولا کہ میرے پاس تمہیں سنانے کے لئے ایک بات ہے جسے تم نے پہلے کبھی نہ سنا ہوگا۔ وہ بولے بھلا وہ کون سی بات ہو سکتی ہے جو تمہیں تو معلوم ہے مگر ہمیں نہیں۔ وہ بولا تو پھر سن لو۔ ایک پیڑ پر کسی پرندے کا گھونسلا تھا۔ اس پیڑ پر دوسرے پرندوں نے بھی اپنے گھونسلے بنائے تھے۔ پس جب ان پرندوں نے اپنے اپنے گھونسلوں

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

میں انڈے دیے تو ایک سانپ ان انڈوں کے در پے ہوا۔ اور جب وہ سانپ گھونسلوں کی طرف جانے کے لیے رینگنے لگتا تھا تو وہ سب پرندے شور مچاتے۔ پس سانپ شور سے ان کے ڈر جاتا تھا۔ یہ بات اس سانپ نے دوسرے سانپوں کو بتائی۔ ان سانپوں نے اس سانپ سے کہا بھلا وہ چھوٹے پرندے شور کر کے تمہارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر جب پرندوں کے انڈوں سے بچّے نکلے تو سانپ نے ان کے شور و غل کو نظر انداز کیا اور ان کے بچّوں کو کھانے لگا۔ پھر جب ایک پرندے کے گھونسلے کی طرف وہ سانپ رینگنے لگا تو اس پرندے نے کہا ابھی رک جاؤ۔ سانپ نے پوچھا بھلا کیوں؟ پرندے نے کہا کہ میں اپنے بچّوں کو کھلا کر بڑا کر دوں گا اور جب وہ خوب فربہ ہونگے تب تم ان کو کھانے کے لیے آجانا۔ سانپ کو پرندے کی یہ تجویز اچھی لگی اور وہ روز پیڑ کے نیچے آکر پرندے سے پوچھتا کہ کیا تمہارے بچّے اب فربہ ہوگیے۔ پھر جب ان بچّوں کے پر نکل آئے تو سانپ کے پوچھنے پر پرندہ بولا کہ اب آجاؤ۔ اور جب پرندے کے بچّوں نے سانپ کو اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ بھرا کھا کر اڑ گیے اور سانپ کو پشیمانی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ یہ جب انہوں نے سنا تو ان میں سے ایک بولا کہ ماگالوٹ تم نے جو بات کہی وہ اگرچہ خلافِ فطرت ہے کہ پرندوں اور سانپ میں مکالمہ ہونا نہ سنا ہے اور نہ دیکھا ہے مگر تم نے اپنے دماغ سے بات بنائی ہے اور سب سے اچھی بات بنائی ہے۔

پھر ان میں سے ایک نوجوان آگے آکر بولا کہ میرے پاس تم لوگوں کو وہ کچھ دکھانے کے لئے ہے جو تم نے آج تک نہ دیکھا ہوگا۔ وہ بولے ایسی کون سی چیز ہے جو ہم نے آج تک نہیں دیکھی ہے اور تم دکھانا چاہتے ہو۔ تو اس نے ایک پیڑ سے کچھ پتّے توڑ دیے اور وہ ان پتّوں کو دو پتھروں کے درمیان کچلنے لگا۔ پھر کچلے ہوئے پتّوں کو نچوڑ کر رس

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

اپنی ہتھیلی پر ٹپکایا اور لڑکیوں میں سے ایک سے کہا کہ تم پیٹھ کے بل لیٹ جاؤ۔ پھر جب وہ لڑکی اس کے کہنے کے مطابق لیٹ گئی تو اس نے اپنے انگوٹھے کا ناخن پتّوں کے رس میں ڈبویا اور اس لڑکی کے پیڑو پر لکیریں کھینچنے لگا۔ پس جب اس نے لڑکی کے پیڑو پر پہلی بار انگوٹھا رکھا تو لڑکی کے گدگدی ہوئی اور اس کا پیٹ اور پیڑو تھل تھل کرنے لگا تو اس نے اس لڑکی سے کہا کہ ذرا سانس اپنی روک کے لیٹی رہ۔ پھر جب تک وہ لڑکی سانس روک سکتی تھی اس نے اس کے پیڑو پر پیڑ کی تصویر بنائی۔ پھر جب لڑکی نے سانس لی اور اس کا پیٹ پھولنے لگا تو انہیں ایسا لگا جیسے ہوا چل رہی ہے اور اس کے جھونکوں سے پیڑ کی شاخیں ہل رہی ہیں۔ پھر ان میں سے اکثر نے جب اس لڑکی کے پیڑو پر بنی ہوئی تصویر کو دیکھا تو کہا کہ شیمانو تم سے بہتر یہ کام کوئی نہیں کر سکتا کہ اس پیڑ کے تنے کے نیچے جو لڑکی کے بال ہیں انہیں دیکھ کر لگتا ہے کہ جیسے پیڑ نے بھورے رنگ کی جڑیں دور تک پھیلا دی ہوں۔ پس یہ سن کر وہ لڑکی اپنے پیڑو کو تھل تھل ہلاتے ہوئے ناچنے لگی اور الاؤ کے چکر کاٹنے لگی۔ پھر سرخوشی کے عالم میں وہ سب ویسا ہی کرنے لگے جیسا وہ لڑکی کر رہی تھی۔ اور ان کے بیچ ناموج اپنے گیت گانے لگا اور وہ ان گیتوں کو دہرانے لگے۔

پھر جب ایک مخصوص وقفہ ان پر گزر گیا تو ایک رات جب وہ گہری نیند میں ایک دوسرے سے بیلوں کی طرح لپٹے تھے ان پر ایک خوفناک چیخ نازل کی گئی جس کے صدمے سے بعض کے کلیجے پھٹ گیے اور بعض کی کھوپڑیوں میں شگاف پڑ گیے۔ پس ان کی حالت ویسی ہی ہو گئی جیسی شیر کو دیکھ کر ہرن کی ہوتی ہے۔ زمین تڑخنی لگی تو انہیں لگا جیسے ان میں سے کوئی یخ بستہ ندی کو پار کر رہا ہے اور جہاں جہاں وہ قدم رکھتا ہے وہاں وہاں یخ کڑاکڑ ٹوٹ رہا ہے۔ تب وہ جان اپنی بچانے کی خاطر اوندھے منہ زمین پر لیٹ گیے۔ پھر

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

جب ان کے اوپر مٹّی گرنے لگی تب وہ خوف کے عالم میں غاروں سے نکل کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔اور ایک دوسرے سے ٹکرا کر گرنے لگے۔

اور جب خوف کے اسی عالم میں رات گزری تو وہ اپنے الاؤ کو بجھا ہوا پا کر بین کرنے لگے۔تب ان میں سے ایک نے ناموج سے کہا کہ تم اپنے کلام میں سے اس بجھے ہوئے الاؤ کو کچھ ایسا سناؤ کہ یہ پھر سے بھڑک اٹھے۔پھر جب ناموج نے کچھ راکھ اس الاؤ سے مٹھی میں بھر لی تو بولا کہ اے راکھ تو اب بھی اتنی گرم ہے جتنا اس جانور کا گوشت ہوتا ہے جس کی کھال تازہ تازہ اتاری گئی ہو۔اے راکھ! اگر تو کہے تو میں اپنے جسم کی چمڑی اتار کر تجھے پہناؤں۔پھر اس نے ہاتھ میں ایک نیم سوختہ چوب لی اور اسے زمین پر اس طور زور سے مارا کہ اس سے کوئلے جھڑ گیے اور کچھ چنگاریاں ایسے اڑ کے بجھ گئیں جیسے کسی نے سورج کی طرف ایک دم دیکھ کر آنکھیں موند لی ہوں۔تب اس نے چوب سے کہا کہ اے چوب کیا تجھ پر کوئلوں کی شکل میں بھاری رات پڑی ہے اور کیا تو ہمارے جسموں پر پالے کی تہہ جمنے کا خواب دیکھ رہی ہے۔اور کیا تمہیں اس خواب میں ہمارے جسم کے بالوں سے یخ کی قلمیں لٹکتی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں؟ پھر اس نے طیش میں آکر چوب کو دور پھینکا اور کہا کہ تم اس جانور کی ہڈی کی مانند ہو جسے گدھوں نے نوچ کے چھوڑا ہو۔

پھر انہیں زابونہ کا گریہ سنائی دیا اور وہ اس کی طرف متوجہ ہو گیے تو انہوں نے اسے اسی پیڑ کے نیچے گریہ کرتے دیکھا جس سے فراسنگ نے پہلی شاخ توڑی تھی۔تب جب انہوں نے زابونہ کے ساتھ خوب گریہ زاری کی تو زابونہ ان سے بولی کہ اس تباہی کی علامت ظاہر ہو گئی جس کی بابت میں نے تم سے کہا تھا۔تب انہوں نے پوچھا کہ بھلا وہ کون سی علامت ہے جو تمہیں تو دکھائی دیتی ہے اور ہمیں نہیں۔تب زابونہ بولی کیا تمہاری آنکھوں

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

میں الاؤ کی راکھ گھس گئی ہے کہ تم یہ دیکھ نہیں سکتے کہ تمہارا الاؤ بجھ گیا ہے اور یہی علامت ہے اس تباہی کی۔ تب وہ اپنے گھٹنوں پر سر رکھ کر گریہ کرنے لگے۔

(5)

پھر جب ایک عرصہ ان پر اسی رنج و عذاب کا گزرا تو ان میں سے ایک نے اپنے گھٹنے سے سر اٹھا کر دیکھا اور کہا کیا تم وہ منظر دیکھنا نہیں چاہو گے جس سے تمہاری ہڈیوں کا گودا پانی ہو کر بہنے لگے گا۔ تب جب ان سب نے اپنے گھٹنوں سے سر اٹھایا تو دیکھا کہ پہاڑ کی چوٹی سے عجیب و غریب پرندے اڑ کے آ رہے ہیں اور جب ڈھلوان کے نزدیک پہنچتے ہیں تو بے جان ہو کر مٹّی کے ڈھیلوں کی طرح گرتے جا رہے ہیں۔ پس وہ حیرت اور استعجاب کی حالت میں اس طرف جب گیے تو دیکھا کہ پہاڑ کے دامن میں ندی کے کنارے پر خیمے تنے ہیں اور ان خیموں کے آس پاس گھوڑوں کے ساتھ کچھ انسان بھی رسیّوں سے بندھے ہیں۔ تب ان میں سے کسی نے کہا کہ بھلا یہ کون ہیں جنھوں نے بادلوں کو رسیّوں سے باندھ کر رکھا ہے اور گھوڑوں اور انسانوں میں فرق نہیں کیا ہے۔ اور کسی اور نے کہا کہ کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ یہ بادلوں کو رسیّوں سے باندھنے والے اور گھوڑوں کے ساتھ انسانوں کی گردنوں میں رسیّاں ڈالنے والے شکل وصورت میں ہم جیسے ہی ہیں مگر اپنے جسموں کو مہین کھال کے پارچوں سے ڈھانکا ہے۔ اور یہ بھی ہمارے ہی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

جیسے الاؤ جلانے والے ہیں۔

پھر جب انہوں نے الاؤ میں سے کچھ جلتی ہوئی لکڑیاں اٹھائیں اور اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر ان کی طرف چڑھنے لگے تو وہ خوف کے مارے اپنے اپنے غاروں میں چھپ گیے۔ اور جب چاند نے آدھا سفر مکمل کیا تو انہیں گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں سنائی دیں اور دہشت کی وجہ سے ان کی ٹانگیں تھرتھرانے لگیں۔ اور اسی عالم میں ان پر غشی طاری کر دی گئی اور جب وہ بیدار ہو گیے تو ان کی یاداشت میں سے کچھ لوٹا دی گئی اور جب وہ کوئی پکار سن کر غاروں سے جوق در جوق باہر آگیے تو انہوں نے ایک دوسرے سے پوچھا کہ یہ گھوڑوں پر سوار ہونے والے، خیموں میں رہنے والے، الاؤ جلانے والے، اپنے جسموں کو اطلس وکم خواب سے ڈھانپنے والے، اپنے ساتھ خوبصورت عورتیں رکھنے والے کون ہیں؟ تب جب کچھ عورتیں اور ان کے ساتھ کچھ مرد خیموں سے باہر آ کر ان کی طرف بڑھنے لگے تو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنا ستر چھپایا اور گردنیں جھکا کر بیٹھ گیے۔

پھر اجنبیوں میں سے ایک بولا کیا تم اپنے مغرب والے ساتھی کو بھول گیے؟ کیا تم یہ بھی بھول گیے کہ جب اس تنگ و تاریک غار میں تم سے کہا گیا کہ اپنے میں سے دو افراد کو منتخب کرو جن میں سے ایک مشرق اور ایک مغرب کی جانب روانہ ہوگا۔ تو کیا تمہیں یاد نہیں کہ ان میں سے ایک میں تھا جو مغرب کی جانب روانہ ہوا اور جب میں لوٹ کے اسی جگہ آیا تو تم مشرق کی طرف جانے والے کے ساتھ چلے گیے تھے۔ اور بھلا یہ بتاؤ کہ کیا میں تم میں سے ایک نہیں؟ اور کیا مجھے یہ دیکھ کر رنج نہیں ہوگا کہ تمہارے مشرق والے نے تمہیں بھول ڈالا ہے اور تم جانوروں سے بھی بدتر زندگی گزار رہے ہو۔ اور کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے لیے اپنے ساتھ کیا لایا ہوں۔ تب ان میں سے ایک نے کہا کہ بھلا ہم کیسے جان

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

سکتے ہیں کہ تم ہمارے لیے کیا لائے ہو البتہ اگر تم وہ چیزیں ہمیں دکھاؤ گے۔

تب اس نے اپنوں میں سے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا جس نے ایک خیمے سے ایک بڑی سی چنگیری اٹھا کر لائی اور اس چنگیری پر لال رنگ کا منقش رومال تھا۔ پس اس نے وہ رومال اٹھایا اور ان سے کہا کیا یہ تحفہ تمہارے لیے کم ہے؟ تب ان میں سے کسی نے پوچھا بھلا ہم کیا جانیں کہ یہ سب کیا ہے؟ پھر اس نے کہا کہ افسوس مشرق والے پر جس نے تمہیں ان نعمتوں کی خبر نہ دی۔ یہ تلوار ہے جس سے آدمی نہ صرف خود کو محفوظ رکھتا ہے بلکہ دوسروں کو زیر بھی کرتا ہے۔ اور یہ تیشہ ہے جس سے آدمی پہاڑوں کے سخت سینے کھود کر ان سے لوہا اور جواہرات نکالتا ہے۔ اور یہ گندم ہے جس کا بیج زمین کی کوکھ سے انسانوں کے لیے غذا پیدا کرتا ہے۔ تب ان میں سے کسی نے پوچھا بھلا یہ سب ہمارے کس کام کا کہ ہم ان کے بغیر بھی زندگی گزارتے ہیں۔

تب اس نے ان سے کہا کہ افسوس مشرق والے پر جو تمہیں اس حال میں چھوڑ گیا کہ تمہیں برائی اور بھلائی میں فرق کرنا نہیں آتا۔ کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ تم ان قبیلوں کو زیر کرو جن کے پاس اونچے محل ہیں۔ اور ان محلوں میں حسین عورتیں ہیں۔ اور ان کے طاقوں میں شراب کے مٹکے رکھے ہوئے ہیں۔ کیا تم ان سے ان کے محل اور ان کی حسین عورتیں چھیننا نہیں چاہتے؟ کیا تم گندم اگا کر جنگلی جانوروں کے شکار سے نجات نہیں پانا چاہتے؟ اور کیا تم اپنے غاروں سے نکل کر عالیشان مکانوں میں نہیں رہنا چاہتے؟ تب ان میں سے کچھ نے کہا بے شک بے شک۔

تب ان میں سے ایک بولا کہ بے شک اے مغرب والے تمہاری لائی ہوئی چیزیں عقل کو حیران کرنے والی ہیں اور کیا تم وہ کچھ دیکھنا نہیں چاہو گے جو ہم تم کو دکھانا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

چاہتے ہیں۔تب وہ بولا کہ بے شک بے شک ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ تمہارے پاس وہ کون سی چیزیں ہیں جو ہماری چیزیں دیکھنے کے بعد بھی ہمیں دکھانا چاہتے ہو۔تب اس نے ناموج کو آواز دی اور اسے کہا کہ ان کو اپنے کلام میں سے کچھ سناؤ۔پھر ناموج نے کہا کہ خیموں میں رہنے والی عورتیں ان پھولوں جیسی ہیں جن پر لباس کی صورت میں پالا پڑا ہے اوران کے جسموں کی خوشبو گہری نیند سو رہی ہے۔پس یہ کیا جانیں کہ عورت کے جسم کی خوشبو جاگتی ہے تو باتیں کرتی ہے۔اور یہ کیا جانیں کہ جب ہم مرد اپنی عورتوں کے ساتھ جنگل میں شکار کا پیچھا کرتے ہیں تو ہم ایک دوسرے کے جسم کی گرمی محسوس کرتے ہیں اور ہم مردوں کی شرم گاہیں جب ہلتی ہیں تو عورتوں کے پستان اچھلتے ہوئے ان کی ٹھوڑیوں سے ٹکراتے ہیں۔اور جب میں قبانہ کے ساتھ اندھیرے غار میں جفتی کرتا ہوں تو غار کے منہ پر پھنکارتا ہوا سانپ اس کی سسکاری سن کر ڈر کے بھاگ جاتا ہے۔اور اے اپنے اجسام کو لپیٹنے والیو! ہم اپنی عورتوں کے آگے پیچھے جانے والوں میں سے ہیں۔

پس یہ سن کر مغرب والا بولا کہ بے شک تم بہترین باتیں بنانے والے ہو۔کچھ اور اپنے کلام سے ہمیں سناؤ۔پھر ناموج بولا کہ اے مغرب والے اگر تم ہمیں تیشہ دو گے تو ہم پہاڑ کے سینے میں چھتے کی طرح چھید بنائیں گے اور ان چھیدوں میں ایسے گھسیں گے جیسے شہد کی مکھیاں گھستی ہیں۔اور اگر تم ہمیں گندم دو گے تو تم ہمیں زمین کو حاملہ بنانے والوں میں پاؤ گے۔اور اگر تم ہمیں تلواریں دو گے تو ہم ان کی نوک پر اس طرح زیر ہونے والوں کے سر رکھیں گے جیسے آک پر ڈوڈا ہوتا ہے۔یہ کلام سن کر مغرب والے کی بیٹی نے اس کے منہ میں اپنی زبان ڈال دی جس پر ناقول کو جلن ہوئی اور وہ اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے زمین کھودنے لگا اور وہ بولا کہ ناموج میں تمہارے لئے اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے گڑھا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

کھود رہا ہوں۔

یہ سن کر شیمانو بولا کہ جس عورت کے پیڑو میں گڑھا نہ ہوا سے درندے کے سامنے ڈالنا چاہیے۔ اور جو عورت تب تک سانس نہ روک سکے جب تک کہ میں اپنے ناخن سے اس کے پیڑو پر تصویر بناؤں اسے کھائی سے نیچے دھکیلنا چاہیے۔ تب اس لڑکی نے اپنے پیڑو کی نمائش کی جس نے تب تک سانس روک رکھی تھی جب تک اس کے پیڑو پر شیمانو نے تصویر بنائی تھی۔ تب دیکھنے والی لڑکیوں میں سے اکثر نے اپنا لباس اتارا اور زمین پر اس کے سامنے لیٹ گئیں۔ ان کے پاس کچھ اپنے پستان ہاتھوں میں لے کھڑی ہو گئیں۔ اور شیمانو دیر تک اپنا ناخن ان کے نازک جسموں پر گھساتا رہا۔ مردوں نے اپنی اپنی شرم گاہوں پر دونوں ہاتھ رکھے کہ انہیں پہلی بار شرم محسوس ہوئی۔

(6)

پھر ایک عرصہ جب گزرا تو ان میں کچھ مغرب والے کے محل میں گئے اور ان میں سے ایک بولا کہ تمہارے کہنے پر ہم نے پہاڑوں کے سینے چیر کر لوہا نکالا اور اسے پگھلا کر تلواریں بنائیں اور ان تلواروں کو سخت پتھروں پر گھسا کر ان کی دھار اتنی تیز کر دی کہ جب دو تلواریں آپس میں ٹکراتی ہیں تو چنگاریاں بجلی کی طرح لپکتی ہیں۔ اور ہم نے مکان بنائے اور ان کی حدیں مقرر کیں اور ان کی دیواروں پر جنگلی جانوروں کی کھوپڑیاں اور کھالیں

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

لٹکائیں اور ان کے صحنوں میں گندم کے ڈھیر لگائے۔ اور کیا تم ہمیں اسی پر اکتفا کرنے والوں میں پاتے ہو کہ ہمارے مکانوں کی دیواروں پر چمکتی ہوئی تلواریں جانوروں کی کھوپڑیوں سے سرگوشی کریں اور ہمارے مکانوں کے طاقوں سے گندم کی خوشبو آئے اور ہم کھیتوں سے اپنے لیے غلہ پیدا کریں اور اپنے جانوروں کے لیے گھاس کاٹیں اور ہمارے پہلو ہماری عورتوں کے جسموں سے اوب جائیں اور ہم ساری رات انگڑائیاں لیتے رہیں اور کیا تم یہ بھول گیے کہ تم نے جو کہا تھا کہ ہم جیسے ہی کچھ قبیلے ہیں جن کے محلوں میں خوبصورت عورتیں رہتی ہیں اور ان محلوں کے طاقوں میں شراب کے مٹکے ہیں۔ اور ان کے پاس بہت مال و دولت ہے۔

تب وہ بولا کہ ہاں مجھے اپنی سب باتیں یاد ہیں مگر پہلے تمہیں اپنا قائد چننا ہوگا کہ نظم وضبط کی ذمہ داری جس پر ہو پھر وہ قائد تمہارے جراروں میں سے ایک سردار لشکر کا چنے گا۔ تب وہ بولے کہ ہم میں سے تم سے بہتر قائد بھلا کون ہوسکتا ہو اور ہم میں سے ناقول سے بہتر لشکر کا سردار بھلا کون ہوسکتا ہے کہ وہ تمہاری بیٹی فجانہ کا مرد ہے۔ پھر ناموج بولا کہ فجانہ کی نیلی آنکھوں میں بلّی کی آنکھوں جیسی چمک ہے اور اس کے جسم میں شیرنی کے جسم جیسی لچک ہے اور فجانہ جس کے منہ میں اپنی زبان ڈالے وہ جب ہاتھوں میں تلوار اٹھائے گا تو اس تلوار کی زبان صرف خون چاٹے گی۔ تب قبانہ نے مجموعے سے نکل کر اپنی زبان ناموج کے منہ میں ڈال دی اور بولی اب کچھ کہو۔ تب وہ بولا کہ جس کے منہ میں قبانہ اپنی زبان ڈال دے اس کے جسم میں ویسی ہی سنسناہٹ دوڑتی ہے جو اس کے جسم میں دوڑتی ہے جسے سانپ نے ڈسا ہو۔ تب مغرب والا بولا کہ اے ناموج ذرا کچھ کلام تلوار کی زبان کے بارے میں بھی سنا۔ تب وہ بولا کہ تلوار کی زبان جب شعلے کی طرح لپکتی ہے تو سینوں

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

میں آگ لگا دیتی ہے اور وہ ایک ایسی آگ ہوتی ہے جسے صرف خون سے بجھایا جاتا ہے۔ اور جس تلوار سے ایسا شعلہ نہ لپکے اس کا مقدر وہ آگ ہے جو اسے پگھلاتی ہے تاکہ اسے گھوڑے کی نعل میں ڈھالا جا سکے۔

پھر جس شام لشکر تیار کیا گیا تو فجانہ نے ناقول سے کہا کہ میرے جسم کی کھال میری نیلم جیسی رگوں پر برف کے گالے جیسا غلاف ہے۔ میرے ہونٹ اتنے عنابی ہیں کہ شہد کی مکھیاں انہیں گلاب پر قیاس کر کے ان کا طواف کرتی ہیں۔ میرے سینے کی گولائیاں دیکھ کر مردوں کی آنکھیں بھنور کی طرح چکراتی ہیں۔ اور میرے ریشم جیسے جسم پر کوئی ایسا بال نہیں جو تمہارے جسم میں چبھ کر تمہیں پریشان کرے۔ پس کیا وجہ ہے کہ تم ان عورتوں کے لالچ میں لشکر لے کر نکل رہے ہو جن کو تم نے دیکھا ہی نہیں۔ تب ناقول بولا کہ عقل والے عورت کے جسم کو برف پر اور مرد کے جسم کو سورج پر قیاس کرتے ہیں۔ سورج نکلتا رہتا ہے اور برف پگھلتی رہتی ہے۔ تب فجانہ بولی جب سورج ڈوب جاتا ہے تب؟ ناقول بولا تب وہ قندیلوں میں چراغوں کی صورت میں اپنا قائم مقام رکھتا ہے اور چراغ پتنگوں کو جلاتا ہے۔ تب فجانہ نے غصّے میں آکر تلوار اٹھائی اور ایک وار قندیل پر کیا اور چراغ بجھ گیا۔ پھر بولی کہ اجالے سے اندھیرا کہیں بہتر ہے۔

پھر جب اجالا ہوا تو زابونہ اسی پیڑ کے نیچے بیٹھی لشکر کو دیکھنے لگی جس سے فراسنگ نے پہلی شاخ توڑی تھی۔ ناقول کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر اس کے سینے میں سنسنی دوڑی اور اسے لگا کہ اس کے پستانوں میں دودھ سوکھ کر لوہا ہو گیا ہے جسے لوہار سندان پر رکھ کر بے دردی سے کوٹ رہا ہے۔

اور جب سورج نے مغربی افق کے کنارے کو چھوا تو چمکتی ہوئی تلواریں ہوا میں

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

لہرائیں تب زابونہ نے بستی کی طرف منہ کر کے عورتوں کو پکارا کہ کیا تم اپنے صحنوں میں اڑتی ہوئی خاک نہیں دیکھتیں؟ کیا تم میں سے کسی نے اپنی کوکھ پر پتھر نہیں باندھا؟ کیا تم میں سے کسی نے اپنے سینے کو سندان پر نہیں رکھا۔ کیا تم میں سے کوئی اپنی شرم گاہ سے نادم نہیں؟ تب جب زابونہ کی یہ آوازیں اس بستی کی عورتوں نے سنیں وہ دوڑتی ہوئی اس پیڑ کے پاس آئیں اور ان میں سے ایک عورت نے پوچھا کہ ہمیں بتاؤ کہ صحنوں میں اڑتی ہوئی خاک کو کیسے دیکھا جاتا ہے۔ اور یہ بھی بتاؤ کہ کوکھ پر کیسے پتھر باندھا جاتا ہے۔ اور یہ بھی بتاؤ کہ شرم گاہ سے کیسے نادم ہوا جاتا ہے۔ تب زابونہ نے خاک کے اس دھند کی طرف اشارہ کیا جو لشکر کے جانے سے پیدا ہوا تھا اور کہا کہ کیا تمہیں اس بستی سے چیخیں نہیں سنائی دیتی جس پر شب خون پڑنے والا ہے؟ کیا تمہیں ان گھروں سے اٹھتے ہوئے شعلے دکھائی نہیں دیتے جن میں آگ لگادی جائے گی؟ اور کیا تمہیں ان عورتوں کی آہیں سنائی نہیں دیتیں جن کی رانوں کو چیر دیا جائے گا۔ اور کیا تمہیں ان بچّوں کے سر تلواروں کی نوک پر نہیں دکھائی دیتے جن کے ماں باپ کو تلوار کے گھاٹ اتارا جائے گا؟ اور کیا تم مجھ سے اب بھی اپنے مردوں کی طرح اس تباہی کے بارے میں پوچھو گی جس کے بارے میں مجھے فراسنگ نے خواب میں بتایا تھا۔ تب ان عورتوں نے اپنی اپنی کوکھ پر پتھر باندھا اور اپنے پستانوں کو پتھروں سے کوٹنا شروع کیا۔ اور ان میں سے بعض نے اپنی شرم گاہوں پر تھوک کر ان پر ملامت کی۔

تب جب آدھی رات ادھر آدھی ادھر تھی اور وہ قبیلہ غفلت کی نیند سو رہا تھا اس پر شب خون مارا گیا اور جو ہاتھ ان میں سے تلوار تک گیا وہ کاٹ کے پھینکا گیا اور پھر کسی بھی مرد کے سر کو کندھے پر نہ رہنے دیا گیا۔ دوشیزاؤں کی شرم گاہیں کھولنے سے پہلے جوانوں کی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

شرم گاہیں کاٹ دی گئیں۔ پھر ان کے سر تلواروں کی نوک پر اٹھائے گیے اور بچّوں کا گلا گھونٹ کر انہیں قتل کیا گیا اور ان کے جسم سے بوٹیاں کاٹ کر انہیں اس طرح چبایا گیا کہ باچھوں سے خون کی دھاریں بہہ کر ٹپکنے لگیں۔ پھر بوڑھے مردوں کو بوڑھی عورتوں کے ساتھ باندھ کر جلتے ہوئے مکانوں میں جھونک دیا گیا۔ پھر جب دوشیزاؤں کو ننگا کر کے ایک قطار میں کھڑا کر دیا گیا تو ان میں سے کسی نے مغرب والے سے کہا کہ بے شک تم بہترین قائد ہو اور تمہاری بیٹی کی زبان چوسنے والا مردنا قول بہترین سردار ہے۔ تب مغرب والے نے ان سے کہا کہ ان لڑکیوں کے پیڑو کے نیچے اپنے اپنے ہاتھ پھیر لو۔ پس جس لڑکی کے بال نو رُوئیدہ ہوں اسے اپنے ساتھ اٹھاؤ اور جس کے سخت ہوں اس کی شرم گاہ میں تلوار کی نوک گھسا کر اس کے سینے تک درّہ کھول دو کہ اس کا ازالۂ بکارت ہوا ہے۔

(7)

پھر ان پر ایک ایسی کالی رات مسلط ہوگئی کہ وہ اپنے اور اپنے بیچ میں رہنے والے افراد میں امتیاز نہ کر سکے۔ تب انہوں نے عظیم الاؤ جشن کا جلایا اور ایک بلند تخت پر اپنے قائد کو اور اس کے دائیں بائیں اس کی عورت اور بیٹی کو بٹھایا۔ پھر جب انہوں نے الاؤ کے ارد گرد اپنے اپنے لوٹ کے مال کے ساتھ دوشیزاؤں کو نمائش کے لیے رکھا تو عورتوں نے اس بستی کی اپنی اپنی کوکھ پر پتھر رکھا اور مجموعے کی طرف بڑھنے لگیں۔ پس جب انہوں نے دیکھا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

کہ ان کی عورتیں اپنی کوکھ پر پتھر رکھے اپنی شرم گاہوں پر تھوکتی ہوئی ان کی طرف آ رہی ہیں تو ان میں سے کچھ نے نیزوں کی نوک سے ان کو پیچھے دھکیلا اور وہ ایک ایک کر کے ان لڑکیوں کے ساتھ سب کے سامنے جفتی کرنے لگے۔ پھر جب ناقول کی باری آئی تو اس نے اس لڑکی کو زمین پر لٹایا جس کے بارے میں ناموج نے کہا تھا کہ ہمارے قبیلے میں ایسی لڑکی شامل ہوئی ہے جس کے جسم پر ایک بھی سلوٹ نہیں اور جس کے پستان دیکھ کر مجھے ان گول گول پتھروں کا خیال آتا ہے جنہیں پانی کے ریلوں نے تراشا ہے اور جس کے کولھوں اور پسلیوں تک جو بل ہے اسے دیکھ کر لگتا ہے کہ کسی نرم شاخ نے نیند سے جاگ کر انگڑائی لی ہو۔ اور جب ناقول نے اس لڑکی کے ناف پیالے میں شراب کا قدحہ انڈیلا اور اسے پینے لگا تو فجانہ نے گردن ان عورتوں کی طرف پھیر لی جو اپنی شرم گاہوں پر تھوک رہی تھیں۔ اور جب ناقول نے اس لڑکی کے پیڑو پر آگے پیچھے چاٹنا شروع کیا اور اس کے نہ گدگدی ہوئی اور نہ اس نے سسکاری لی تب شیمانو بولا کہ اگر میرے قبیلے کی کوئی لڑکی میرے سامنے ایسے بے سدھ ہو کر لیٹی رہے تو میں اس کے پستانوں کے نیچے وہ آبشار بناؤں گا کہ پیاسے لوگ اپنی اپنی اوک لے کر اس کی طرف دوڑیں اور اس کے پیٹ سے لے کر پیڑو تک ایک جنگل ایسا بناؤں گا جس میں ہرنوں کی ڈار کو گھاس چرتے دکھاؤں گا اور انہیں گھنی جھاڑیوں میں تاڑتا ہوا شیروں کا جھنڈ بھی دکھاؤں گا۔ تب ناموج نے استہزائیہ نظروں سے ناقول کی طرف دیکھ کر کہا کہ اس لڑکی کو دیکھ کر مجھے وہ مردہ ہرن یاد آتا ہے جسے شیروں نے گیدڑوں کے لیے چھوڑا تھا۔ پس یہ سن کر ناقول کو طیش آیا اور اس نے خنجر اس لڑکی کے گلے پر رکھا۔ اور جب فجانہ نے یہ منظر دیکھا تو وہ تخت سے اتری اور دوڑتی ہوئی آئی اور ناقول کی کلائی پکڑ لی۔ دونوں میں کشمکش ہوئی اور خنجر ناقول کے گلے کو رگڑتا ہوا گزر گیا۔ تب ایک دردناک چیخ

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

اس کے نرخرے سے نکلی جسے سن کر وہ لڑکی اٹھی اور اس نے اپنا منہ ناقول کے گلے میں کھلے ہوئے درّے میں گاڑ کر اس کا خون پینا شروع کیا۔ پس یہ ہیبت ناک منظر دیکھ کر سب دہل اٹھے اور مغرب والے نے دھاڑتے ہوئے کہا کہ اس لڑکی کو زندہ الاؤ میں جھونک دو۔

تب ایک زور دار آندھی چلی اور الاؤ سے اٹھنے والے شعلے لرزنے لگے اور انگارے جب اڑ اڑ کے گرنے لگے تو انہیں لگا کہ آسمان سے سرخ اولے برس رہے ہیں۔ پھر فراسنگ نے جب اپنی چوب ایک پتھر پر کھڑکائی تو آواز سن کر سب کے دل دہل اٹھے اور انہوں نے ڈرتے سہمتے اس سے اس کی بابت پوچھا تو وہ بولا کہ بے شک تم بھولنے والوں میں سے ہو۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ جب تم ایک تنگ و تاریک غار میں قید تھے اور تم نے زندگی کی امید چھوڑی تھی تب جب تم سے کہا گیا تھا کہ اپنے گروہ میں سے دو افراد کو منتخب کرو جن میں سے ایک مشرق اور ایک مغرب کی طرف روانہ ہوگا تو تمہیں اپنے دلوں کے وسواس نے روکا۔ تب میں نے تم پر ترس کھایا تھا اور مشرق کی سمت سے میں ہی تمہارے پاس روشنی کی بشارت لے کر آیا تھا اور تم وہ سب بھی بھول گیے جو میں نے تم سے دور جانے سے پہلے کہا تھا۔ اور تم نے اپنے اور دوسروں کے نفس پر زیادتی کی اور تم پر عنقریب ایک تاریکی چھانے والی ہے۔ تب اس نے اس لڑکی کا ہاتھ پکڑا اور اس پیڑ کی طرف چل پڑا جہاں زابونہ اس کی منتظر تھی۔ تب جب شام ہونے لگی تو وہ ایک جنگل میں صبح کے انتظار میں لیٹ گیے۔ تب اس لڑکی نے جب دیکھا کہ فراسنگ آنکھیں اپنی موند کر لیٹا اس نے خنجر کی دھار کو فراسنگ کے گلے پر رگڑا اور فراسنگ کے نرخرے سے ایک دردناک چیخ نکلی اور جب زابونہ نے دیکھا کہ لڑکی فراسنگ کے گلے سے خون پی رہی ہے تب اس نے بستی کی طرف منہ کر کے کہا کہ اے لوہے سے تلواریں ڈھالنے والو! اور زمین سے گندم

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

نکالنے والو! اے مکانوں کی حدیں مقرر کرنے والو! کیا تمہارا الاؤ اب بھی جل رہا ہے؟ کیا تم میرے جسم کو سرد ہوتا ہوا نہیں دیکھ سکتے؟

جب یہ خوفناک آواز بستی میں سنائی دی تو سب عورتیں اس طرف دوڑ پڑیں۔ اور جب انہوں نے دیکھا کہ فراسنگ چھٹپٹا رہا ہے اور وہ لڑکی جنگل کے اندھیرے میں کہیں گم ہو رہی ہے تو ان میں سے ایک بولی کہ بے شک ہمارا الاؤ جل رہا ہے مگر ہمارے سورج نے کسی درندے کی کھال اوڑھ لی ہے۔ پھر وہ سب فراسنگ کی لاش پر اسی پیڑ کے نیچے نوحہ کرنے لگیں جس سے اس نے پہلی شاخ توری تھی۔

☼☼

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

فیک انکاؤنٹر

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ساری کھڑکیاں بند تھیں۔ نیم تاریکی میں گرتے سنبھلتے میں ایک تپائی تک پہنچا۔ ناقابلِ برداشت بد بو کے بھبکے اڑ رہے تھے۔ جیسے گندے پانی کے جوہڑ میں ہزاروں مچھلیاں مر کے سڑ چکی تھیں اور میں سینے تک ڈوبا دونوں ہاتھ ناک پر رکھ کر اسے پار کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ سیلن سے بانس کی دیواریں جگہ جگہ سے اکھڑ چکی تھیں۔ میں نے تپائی پر پڑی ہوئی موم بتی جلائی۔ روشنی ہوئی تو دیکھا کہ میرے سامنے کونے میں کالے رنگ کی مخروطی الماری ہے جس کے ایک کواڑ سے اوپر والا قبضہ اکھڑ چکا تھا۔ قبضے کی ایک کیل غائب تھی اور دوسری آدھی سے زیادہ باہر نکل آئی تھی۔ الماری کے اوپر کچھ انگڑ کھنگڑ رکھا ہوا تھا۔ میں نے جھولتے ہوئے پٹ کو ذرا سا کھول کر دیکھا۔ اندر کچھ کپڑے بے ترتیب پڑے تھے۔ الماری کے ٹھیک اوپر مکڑی کا ایک تکونی جالا جھول رہا تھا۔ دروازے سے کچھ دو تین قدم آگے ایک مختصر سا ڈائینگ ٹیبل تھا جس کے آس پاس کوئی کرسی موجود نہ تھی۔ اس کے اوپر چھت کی کڑیوں کے بیچ پرندوں نے گھونسلے بنائے تھے جن سے گھاس کی تیلیاں لٹک رہی تھیں۔ گھونسلوں کے پاس ہی چھت کے ایک تنگ سوراخ میں سانپ کی کینچلی لٹک کے جھول رہی تھی۔ پورا ٹیبل پرندوں کے پروں اور بیٹ سے اٹا ہوا تھا۔ ڈائننگ ٹیبل کی دائیں طرف والی دیوار پر کئی تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ عجیب پر اسرار منظر تھا۔

میں تصویروں کو غور سے دیکھنے لگا۔ پہلی تصویر میں ایک برہنہ عورت کالی چٹان پر

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

بیٹھی تھی۔ بالکل نیچے کچھ سپاہی ہاتھوں میں نیزے اٹھائے عورت کو گھور رہے تھے۔ عورت کی گود میں ایک ننگا بچہ تھا جس نے اس کے سینے پر پھیلی ہوئی چادر کو کھینچا تھا۔ عورت نے اپنی مرمری باہوں سے برف جیسے سینے کی گولائیاں ڈھانپ لی تھیں۔ بچے کے ایک ہاتھ میں چادر کا کونا تھا اور دوسرے ہاتھ سے وہ عورت کے زانوں پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا جہاں وہ کھسک کر آ گیا تھا۔ سینے سے کھسکتی ہوئی چادر نے عورت کے نچلے دھڑ کو ڈھانکا تھا۔ بچہ عورت کے زانوں پر کھسک رہا تھا۔ لگتا تھا کہ اب گرا کہ جب گرا۔ اس تصویر کے ہر زاریے میں کئی سوال تھے۔ کیا عورت اپنے دونوں بازو سینے سے ہٹا کر بچے کو گرنے سے بچائے گی؟ کیا بچہ گر کے سپاہیوں کے نیزوں پر آ جائے گا؟ عجیب ادھیڑ بن میں مصور نے ڈالا تھا۔

اچانک مجھے لگا کہ تصویر میں حرکت ہونے لگی اور عورت نے بے بسی میں گردن ایک طرف موڑ دی۔ جیسے میں ایک نائٹ ہوں ــــ صبا رفتار گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر ننگی تلوار ہوا میں لہراتے ہوئے عورت کی مدد کے لیے آ پہنچا نائٹ ــــ اور جب میں نے پہلے سپاہی کا سر قلم کیا تو اس کی دردناک چیخ سن کر گدھوں نے شور مچانا شروع کیا۔ میں نے سپاہیوں کی کھوپڑیوں سے پشتہ بنایا جس پر چڑھ کر عورت کو سہارا دیا اور چٹان سے نیچے اتارا۔ اپنا فوجی کوٹ اتار کے اس کے شانوں پر رکھا۔ اس نے اپنے تن کو ڈھانپ کر بچے کو چوما اور وہ میری باہوں میں سمٹ گئی۔ اور اس سے پہلے کہ میں اسے گھوڑے پر اپنے آگے بٹھاتا اس نے بچہ میری طرف بڑھایا۔ میں نے بچے کی پیشانی چومی۔ عورت نے گھٹنوں پر بیٹھ کر مجھے سلام پیش کیا۔ چند ہی لمحوں میں گھوڑا گھنے جنگل میں ہوا کی رفتار سے دوڑنے لگا۔ میری کمر سے بندھی ہوئی تلوار سے اب بھی خون کی بوندیں ٹپک رہی تھیں۔ اور

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ایک بوند ٹپ سے یوں گری کہ سارا جنگل گونج اٹھا۔ گدھوں نے وہ شور مچایا کہ مجھے لگا جیسے بھاری چٹانیں لڑھکتے ہوئے ہمارا تعاقب کر رہی ہیں۔ ہول کے مارے بچے کے منہ سے دردناک چیخ نکلی اور میرے خیالوں کی ڈور ٹوٹ گئی۔ مجھے عورت کی بے بسی پر ترس اور مصور کی سفاکی پر غصہ آیا۔ موم بتی کا ایک قطرہ میرے ہاتھ پر گرا اور میں بلبلا اٹھا۔ کوئی حسین خواب ٹوٹنے سے کتنی اذیت ہوتی ہے۔

اس کے آگے والی تصویر اور زیادہ درد انگیز اور پر اسرار تھی۔ ایک عمر رسیدہ بزرگ لمبا کالا اوور کوٹ پہنے اسٹول پر بیٹھا اپنے خمیدہ کاندھے سے وائلن لگائے کمانچہ چلا رہا تھا۔ اس کی لمبی سفید ڈاڑھی سینے تک پھیلی تھی۔ اس نے جوتوں کے نیچے لاٹھی کو دبا رکھا تھا۔ پس منظر میں کئی خوبصورت اور جوان جوڑے رقص چھوڑ کے اسے گھور رہے تھے۔ وائلن کا ایک تار ٹوٹ کے دوسری تاروں کے اوپر لہرا رہا تھا۔ وائلنسٹ کے چہرے پر آتش دان میں بھڑکتے ہوئے شعلوں کی روشنی میں شدید درد اور کرب کا تاثر نمایاں تھا۔ اس نے آنکھیں بھینچ لی تھیں اور اس کے پپوٹوں پر ابھری ہوئی جھریوں کو دیکھ کر لگتا تھا جیسے اس کے سانس کا تار ٹوٹ چکا ہے۔ آگے کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ناظرین ہاتھوں میں جام لیے دم بخود تھے۔ ایک بیرا ہاتھوں میں ٹرے لیے اسے غم ناک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ شاید وائلنسٹ اپنے کسی کھوئے ہوئے ساتھی کے غم میں کوئی حزنیہ دھن بجا رہا تھا۔ یا پھر اسے وائلن کے تار کے ٹوٹ جانے کا قلق تھا۔ جو بھی تھا اس کے چہرے کا تاثر دیکھ کے مجھے لگا جیسے میں اس کے وائلن کا ٹوٹا ہوا تار ہوں یا پھر اس کے کمانچے کی رگڑ سے پیدا ہونے والی سوزش کا احساس۔ جیسے وہ مجھ سے بچھڑنے کے غم میں اس درد کے ساتھ وائلن بجا رہا تھا۔ میرے دل میں گہری ٹیس اٹھی۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

آگے والی تصویر میں ایک نیم عریاں عورت کی گود میں ایک مرد کنڈلی مار کے بیٹھا تھا۔ عورت نے مرد کے سر پر جھک کر اپنے سینے کو اس کی اوٹ میں چھپایا تھا۔ وہ اپنی نیم وا آنکھوں سے ندی کے کنارے ایک پتھر کی کائی پر گیلے پر جھٹکتے ہوئے مرغابیوں کے جوڑے کو دیکھ رہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے مرغابیوں کے پروں سے چھٹکنے والی پانی کی بوندیں اس کے چہرے پر لگنے والی ہیں اور وہ لاشعوری طور پر اپنی آنکھیں موند رہی ہے۔ مرد بالکل عریاں تھا اور اس نے دونوں بازو اپنی رانوں میں ٹھونس کے رکھے تھے۔ وہ اپنی طرف آتے ہوئے کالے سانپ کو گھور رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ جیسے عورت کی گود میں سر رکھ کر اسے کائنات بھر سکون ملا تھا۔ جیسے وہ اس سکون کو جینا چاہتا تھا۔ تب تک ہی سہی جب تک سانپ اسے ڈس لیتا۔ نہ جانے کتنے زمانوں کے ہجر جی کر دو جسم ملے تھے۔ اس ملن کی اگلی منزل کیا ہوگی کوئی بتا نہیں سکتا۔ اچانک سانپ کی پھنکار سن کر میرے جسم میں سنسنی دوڑ گئی۔ ایک پرندہ بھرا کھا کے دروازے سے باہر نکلا۔ میں اپنی لرزتی ٹانگیں پکڑ کر ایک ٹوٹی کرسی پر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے لیے میں اس خوف سے بے گانہ ہوا کہ اگر بوڑھی اماں اس بیچ آئی تو میرا کیا حشر ہوگا۔

اصل میں کچھ دن پہلے ایک دھندلی سی پگڈنڈی پر پہلا پاؤں رکھ کر مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ میرے سفر کا انجام بہت پر اسرار ہونے والا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ کوئی منزل نہیں اور نہ یہاں سے کسی منزل کی اور کوئی راستہ جاتا ہے۔ بھلا دھند کا سمندر کسی کی منزل ہو سکتا ہے۔ یا پھر اسے پار کر کے کسی کو منزل مل سکتی ہے؟ دور دور تک السائے بادلوں کی طرح پاؤں پسارے دھند سو رہی ہے۔ کبھی کبھی ان بادلوں میں بجلی کوندتی ہے۔ جیسے کوئی مرنے والا آخری ہچکی لیتا ہے۔ ساحل کی ویرانی دیکھ کر لگتا ہے جیسے کسی رانڈ نے اپنے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

سہاگ کی چوڑیاں توڑ کر اپنے سفید آنچل میں زندگی کی لاش کو لپیٹ کر اسے پانی میں بہایا ہو۔لہریں جب چاہتی ہیں کنارے کو پھاند کر دور تک نیم کوس کی شکل میں پھیل جاتی ہیں۔ اور جب اترتی ہیں تو اپنے پیچھے کئی لاشوں کو اگل کر ریت میں دفن کرتی ہیں۔ میں سارا دن ریت کھود کھود کر لاشیں تلاش کرتا ہوں۔شاید مجھے اپنی ہی لاش کی تلاش ہے۔بائیں طرف دور ایک حبشی گھٹنوں میں سر دے کر سارا دن پڑا رہتا ہے۔ جب سورج دھندلے افق کے کنارے سے اتر کر پانی میں ایک مبہم سی سرخ لکیر بن کر ڈوب جاتا ہے تب وہ اٹھ کے کہیں چلا جاتا ہے۔شاید پاس ہی کوئی بستی ہے جہاں سے یہ مجذوب سویرے آکر ساحل پر ڈیرہ جماتا اور سارا دن اپنے بائیں ہاتھ پر تھوکتا رہتا ہے۔دائیں طرف کالی ہیبت ناک چٹانیں ہیں جن سے سمندر کی طوفانی لہریں ٹکرا کر بوڑھی اماں کے ویران مکان کی چھت پر چھلک پڑتی ہیں جو جگہ جگہ سے ٹوٹ چکی ہے۔اسی لیے اماں جب کچے ناریل کے گودے کو اپنے انگوٹھے کے ناخن سے کھرچ کھرچ کر ایک ٹوٹی ہوئی ناؤ کے تختے پر خیالوں میں ہلکورے کھاتے دو بچوں کو پپول پپول کر کھلاتی ہے تو ہر رم جھم کے ساتھ ہاتھ اٹھا اٹھا کر کسی کو کوستی ہے۔شاید آسمان کو یا پھر سمندر کو۔

مکان کے صحن میں ایک ناؤ زنجیر سے بندھی ہے جس کے حلقوں پر زنگ کی پپڑیاں جم گئی ہیں۔کبھی اماں کمر پکڑ کر بیٹھتی ہے اور زنجیر پر ہولے ہولے بڑے پیار سے ہاتھ پھیرتی ہے جیسے اس کا بچہ بلک بلک کر رونے کے بعد سو کر نیند میں سبکیاں لے رہا ہو اور وہ اس کے نرم بالوں پر ہاتھ پھیر کر اسے دلار کرتی ہو۔پھر اچانک ہاتھوں پر زنگ دیکھ کر وہ چیخنے لگتی ہے جیسے کوئی بچہ اپنے زخمی ہاتھ سے بہتا ہوا خون دیکھ کر چیختا ہے۔پھر وہ بڑبڑاتے ہوئے زنجیر کو کوسنے لگتی ہے۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

مکان کے عقب میں پرانے ماڈل کی ایک زنگ آلودہ کار کھڑی ہے جس کے چاروں ٹائر پچک کر ریت میں دھنس چکے ہیں۔ ونڈ اسکرین اور کھڑکیوں کے شیشے جگہ جگہ سے ترڑخ گیے ہیں۔ لگتا ہے جیسے جنگلی مکڑیوں نے جالے بنے ہیں۔ دائیں طرف کی ہیڈ لائٹ غائب ہے۔ اس کی جگہ پر جیسے کوئی ہولناک گھاؤ بن گیا ہے۔ بائیں طرف والی کا کپ وہیں نیچے گرا پڑا ہے مگر اس کا بلب اب بھی تار سے جڑا ہے اور ہوا کے جھونکوں سے کسی اداس لڑکی کے بُندے کی طرح ہلتا ہے۔ سیٹوں کے گدوں کو چوہے کتر چکے ہیں۔ کھڑی اسپرنگ دیکھ کر لگتا ہے جیسے سرکنڈے سے لپٹی ہوئی امر بیل مرجھا کے سوکھ گئی ہے اور سرکنڈہ دق سے اندر ہی اندر گل کر خون کی جگہ اپنے گھوے کی روئی اگل کے مر گیا ہے۔ اندھے دیے کی روشنی میں اماں بچوں کو سلا کر ناؤ سے ٹیک لگاتی ہے۔ پھر کوئی ساحلی گیت گا کر اپنے سکارپ سے منہ ڈھانپ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہے۔ کچھ دیر بعد چراغ بجھ جاتا ہے اور کتا بھونکنے لگتا ہے۔

آج اماں بچوں کو لے کر چٹانوں سے دور کیکڑے پکڑنے گئی۔ اس نے چھوٹے بچے کو ٹوکری میں رکھا تو وہ ہمک ہمک کر باہر آنے کی کوشش کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد وہ کیکڑوں سے کھیلنے لگا۔ بڑا بچہ اماں کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ وہ اپنے پاؤں اماں کے پاؤں کے نشان میں رکھ کر اچھلتا رہا۔ کافی دیر اماں کے پاؤں کے نشانوں کے ساتھ ٹانگیں پھیلا پھیلا کر کھیلنے کے بعد جب تھک گیا تو اپنے ہی پاؤں کے نشانوں کا تعاقب کرتے ہوئے دور چلا گیا۔ اماں چلا کر اسے اپنے پاس بلاتی رہی۔

چوتھی تصویر سیلن سے پھول گئی تھی۔ اس کے سارے رنگ اتر چکے تھے۔ پاس ہی فریم میں رکھی ہوئی ایک تصویر تھی۔ یہ تصویر دولہا اور دلہن نے ضرور شادی کے دن

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

کھنچوائی ہوگی۔ میں یہ تصویر غور سے دیکھ رہا تھا کہ اچانک فریم کے شیشے میں اماں کے چہرے کا عکس ابھر آیا۔ایک جھوجھری آواز آئی:

''فیک انکاؤنٹر میں مار دیا میرے بیٹے کو۔ جوزی کو زبردستی ساتھ لے گیے۔''

میرے ہاتھ سے ہڑبڑاہٹ میں شمع گر گئی۔ اندھیرا ہوگیا۔اماں نے طاق سے ماچس کی ڈبیا اٹھائی، شمع جلائی اور اپنے سکارپ سے فریم پر جمی ہوئی دھول جھاڑنے لگی۔ اس کی سسکیاں سن کر مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں آگے بڑھا اور اماں کے شانوں پر اپنے ہاتھ رکھے۔ مجھے لگا کہ میرے ہاتھ ہوا میں لہرا رہے ہیں۔ میں نے اماں کے بازو میں آ کر اپنا ہاتھ اس کی پیٹھ پر رکھا۔مگر میرا ہاتھ اس کی پیٹھ کے آر پار ہوگیا:

''اماں !تم کہاں ہو؟''

میرے منہ سے گھبراہٹ میں نکلا۔اماں شمع لے کر آگے بڑھی۔ میں نے چلاتے ہوئے پوچھا:

''اماں کیا تم مجھے دیکھ سکتی ہو؟ سن سکتی ہو؟''

اماں نے صلیب پر لٹکتے ہوئے جیسس کرائسٹ کے آگے شمع رکھی اور چپ چاپ لابی سے باہر نکل گئی۔

☼☼

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

مچکـــزا

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

(1)

رات کی بارش سے سارا منظر دھل گیا تھا۔ پہاڑ کی گود میں بادلوں کے بیچ سورج کی کرنیں ہمک رہی تھیں۔ قبرستان کے چاروں طرف جنگلی جھاڑیوں کی باڑھ تھی۔ ایک کونے میں دھند کی چادر جھاڑیوں میں الجھی ہوئی تھی۔ قبروں کے بیچ میں کچھ مور ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔ پھاٹک کے پیچھے دو ہرن ہمیں دیکھ رہے تھے۔ میرے آگے پھولوں کی ٹوکری ہاتھوں میں لیے نوشینگ جا رہا تھا۔ میکرونا اور نوشیگ کی بیوی دونوں مجھے سہارا دے کر کیچڑ پر پھسلنے سے بچا رہی تھیں۔ اور جب نوشینگ نے اپنی ماں ڈیمونا کی قبر پر گل باری کی تو میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ ہرن جا چکے تھے۔ مجھے لگا مچک زا اور اس کی بہن ڈیمونا کی روحیں ہمارے انتظار میں وہاں بیٹھی تھیں۔ میں کیچڑ پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور نوشینگ نے میری طرف ایک ٹہنی بڑھائی جس پر تازہ گلاب کھلا تھا۔ میں نے میکرونا کی طرف دیکھا اس کی گود میں نوشینگ کا بیٹا ہمک رہا تھا۔ اس کی مسکراہٹ دیکھ کر مجھے لگا جیسے کلی چٹک رہی ہو۔ میں نے شاخ ڈیمونا کی قبر کی پائینتی رکھی۔ مجھے میکرونا کی آواز نے چونکا دیا۔ وہ نوشینگ کے بیٹے کو میکرونا بولنا سکھا رہی تھی:

"بولو میکرونا۔ میکرونا۔"

جیسے تپتے صحرا میں صبح کی ہوا کا تازہ جھونکا بھٹک کے آیا اور وقت الٹے پاؤں چلنے لگا۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

''بولو میکرونا۔ میکرونا۔''

''میکرونا! میکرونا!!''

میں تپتی ریت پر بیٹھ کر اپنے پاؤں سے کانٹا نکالنے لگا۔ وہ بہت آگے نکل چکی تھی اور شاید اسے میری آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ میں لنگڑاتے ہوئے اس کے پیچھے دوڑنے لگا۔ اس کے سنہرے بالوں پر ریت کے ذرّے چمک رہے تھے:

''میکرونا! میکرونا! ٹھہر جاؤ میکرونا۔''

اس نے میری آواز سنی اور رفتار سست کرتے ہوئے بولی:

''تمہیں آسمان پر کوئی گدھ نظر آرہا ہے؟''

میں نے ہانپتے ہوئے کہا:

''نہیں ___ مگر تم یہ بے تکا سوال کیوں پوچھ رہی ہو؟''

اس نے رک کر اپنی نیلی آنکھوں سے پہلے مجھے پھر نیلے آسمان کو دیکھا۔ وہ بولی:

''اس لیے کہ گدھوں کو گردباد کی بھی خبر ہوتی ہے۔''

''کیسے؟''

میں آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ حیرت سے میرا منہ کھلا ہوا تھا۔ وہ تیز قدم بڑھاتے ہوئی بولی:

''گدھ ریت پر لیٹے ہوئے انسان کی سانسوں کے اتار چڑھاؤ کی آواز بھی سن سکتے ہیں۔ انہیں وہ ہچکی بھی سنائی دیتی ہے جو مرنے والا آخری سانس کے ساتھ لیتا ہے ___ اگرچہ وہ بلندی پر اڑتے ہوتے ہیں۔''

میں چپ چاپ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ہم اس

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

لشکر سے بھاگ رہے تھے جس سے ہم جان بچا کر آئے تھے یا ان گدھوں سے جو ریت پر پڑے ہوئے تھکے ماندے انسان کو آنکھ موندتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں۔ یا اس گرد باد سے جس کی خبر صرف ان گدھوں کو ہوئی تھی جو ہماری آنکھوں سے اوجھل تھے۔ میں نے پوچھا:

"میکرونا! ہم کیوں بھاگ رہے ہیں۔ اب ہمیں کس چیز کا خطرہ ہے؟ وہ لشکری تو کسی گھاٹی میں ڈیرہ ڈالے کسی اور مہم کو سر کرنے کا منصوبہ بناتے ہونگے۔ یا اپنا آہنی لباس اتارے خیموں کے آگے چرخیاں گھما کر جنگلی ہرنوں کو الاؤ پر بھون رہے ہونگے۔ یا مالِ غنیمت میں ملی دوشیزاؤں کی پنڈلیوں اور ناف پیالوں پر شراب کے قدحے چھلکتے ہوئے دیکھ کر قہقہے لگا رہے ہوں گے ___ اور۔"

اس نے میری بات کاٹ کر کہا:

"اور پہاڑ کی چوٹیوں پر تاک میں بیٹھے چیل سی نظریں رکھنے والے سپاہی دیکھ رہے ہونگے کہ گدھوں کا جھنڈ کہاں منڈلا رہا ہے۔"

"میکرونا!"

میں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"اب مجھ میں چلنے کی اور سکت نہیں۔ میرے پاؤں کے آبلے پھوٹ چکے ہیں اور ریت کے ذرّے تلوؤں میں کانٹوں کی طرح چبھ رہے ہیں۔"

اس نے سہارا دے کر مجھے ریت پر بٹھایا۔ اپنے فراک کے دونوں بازو کاٹ کر میرے پاؤں کو موزے کی طرح پہنائے:

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

"اب چلو۔"

اس کا لہجہ تحکمانہ تھا۔ میں نے پوچھا:

"مگر میں تمہارے ساتھ کیوں بھاگ رہا ہوں۔ ان کی دشمنی تم سے ہے مجھ سے نہیں۔ میں تو اپنے کاروان سے بچھڑ کر اس طرف نکلا تھا جہاں وہ تمہیں ٹکٹکی سے باندھ کر تمہارے جسم کو خنجروں کی نوک سے گدگدا رہے تھے۔ میرا قصور یہی ہے کہ میں نے رات کو پہرہ داروں کو خفتہ پا کر تمہیں ان کے چنگل سے چھڑایا۔ ورنہ میرا اور تمہارا رشتہ ہی کیا ہے؟"

اس نے اپنی ننگی باہیں میرے گلے میں ڈال کر کہا:

"اس لیے کہ میں نے تم کو جنم دیا ہے اور تم نے دودھ کا حق ادا کیا ہے۔"

میں یہ سن کر سٹپٹا گیا۔ میں نے دھکا دے کر اسے خود سے دور کیا:

"کیسی بکواس کر رہی ہو تم؟ اتنے دنوں سے میرے جسم نے نوکِ خنجر کی طرح تمہارے جسم پر گدگدی کی ہے ـــــ میں نے اپنے لعابِ دہن سے تمہارے ہونٹوں پر جمی ہوئی پپڑی کو نرم کیا ہے۔"

یہ کہتے ہوئے میں نے اس کے سینے کی ننھی کٹوریوں کو اپنی مٹھیوں میں زور سے دبایا۔ اس کے منہ سے عجیب دردناک سسکاری نکلی۔ اس نے مجھے ایسے دیکھا جیسے زخمی ہرن پتھرائی آنکھوں سے شکاری کو دیکھتی ہے۔ اس کا ماتھا میرے سینے پر تھا اور وہ نیلی آنکھوں سے شبنم کے قطرے ٹپکا رہی تھی۔ اس کے ہونٹ کپکپا رہے تھے۔ میں نے زخمی ہرن کو گلے سے لگایا۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی مگر اس کے ناہموار سانسوں میں اس کے لفظ دب

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

رہے تھے۔ اور میں اس کے پسواڑے کو تھپتھپا کر اس کے سانسوں کی رفتار کو ہموار کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

(2)

سورج ڈوب رہا تھا اور دور تک پھیلے ہوئے قطار اندر قطار ٹیلوں کی پیشانی کرنوں سے دمک رہی تھی۔ ٹیلوں کی گود میں اندھیرا پسرا ہوا تھا اور ایک ٹیلے کے اوپر چلتے ہوئے جب میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اپنے لمبے سایوں پر مجھے ان دو تاروں کا گمان ہوا جنہیں زور سے چھیڑ کر پیلک پر لرزنے کے لیے چھوڑا جاتا ہے۔ معلوم نہیں کوئی گرد باد ہمارا تعاقب کر رہا تھا یا نہیں مگر ہوا سنکتی تھی تو سائیں سائیں سن کر مجھے لگتا تھا جیسے کوئی بچّہ دھات کی بانسری کو زور زور سے پھونک کر بجانے کی کوشش کر رہا ہے۔ چلتے چلتے پتہ ہی نہ چلا کہ کب اندھیرا ہوا اور کب چاندنی کا دھندلکا پھیلنے لگا۔ ہم ایک ٹیلے کے اوپر لیٹ گیے۔ میکرونا کا سر میری گود میں تھا۔ میرے سامنے عجیب دھندلے منظر ڈوبنے ابھرنے لگے۔ جیسے کوئی مبہم تصویر ہل رہی تھی۔ کبھی لگا جیسے دور سے اونٹوں کا ایک ریوڑ ہماری طرف آ رہا ہے۔ اونٹوں کے گلے میں کھنکتی گھنٹیوں کے ساز پر حُدی خوان حدی گنگنا رہے ہیں۔ کبھی لگا کہ ایک لشکر ہماری طرف ہوا کی رفتار سے چلا آ رہا ہے۔ گھوڑے ہنہنا رہے ہیں اور گھڑ سواروں کے ہاتھوں میں لہراتی تلواریں چمک رہی ہیں ــــــ کبھی لگا کچھ سپاہی نیزے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ہاتھوں میں لیے میکرونا کا پیچھا کر رہے ہیں اور وہ بھاگتی ہوئی میری طرف آ رہی ہے۔ میں سہم کر میکرونا کے پہلو میں کنڈلی مار کر چھپ گیا۔ اس نے مجھ سے لپٹ کر کہا:

''میرے بابا کہتے تھے ــــــ''

وہ کہتے کہتے رک گئی۔ میں نے سرگوشی میں پوچھا:

''کیا کہتے تھے تمہارے بابا؟''

وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی:

''کہتے تھے جب اراگو کے باپ کے سینے میں زہر میں بجھایا ہوا تیر پیوست ہوا تو وہ جانوروں کی کھال سے بنائے ہوئے خیمے میں اپنی بیوی شمونہ کی گود میں دم توڑنے لگا۔ اس کی نظریں اراگو پر ٹکی تھیں اور اراگو اپنے باپ کے سینے سے نکالے ہوئے تیر کی نوک سے زمین کھود رہا تھا۔ پھر شمونہ نے چوب مار کر چولھے پر رکھی ہوئی ہانڈی پھوڑ دی اور جنگلی بھینسے کے گوشت کی بوٹیاں زمین پر ہلنے لگیں۔ تب اراگو کے باپ نے دم توڑا۔ اور جب مقدس روحوں نے نوحہ خوانی شروع کی تب شمونہ حاملہ گھوڑی پر سوار ہو کر اپنے بیٹے کو لے کر بھاگنے لگی اور ایک سنسان مقام پر اسے لگا کہ اس کی رانوں کے نیچے گھوڑی مر رہی ہے۔ وہ گھبرا کر گھوڑی سے نیچے اتر گئی اور اپنے بیٹے کو سینے سے لگائے دور سے دیکھنے لگی۔ گھوڑی چھٹپٹانے لگی اور اس نے ایک مردہ بچھڑے کو جنم دے کر دم توڑا۔ پھر اراگو نے کئی دن تک پلپلے بچھڑے کا گوشت چبا چبا کر کھایا۔ اور جب اس کے چہرے پر مکھیوں کا جھنڈ منڈلانے لگا تب اس کی ماں نے اس کا منہ

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ندی کے پانی سے دھویا اور اسے ایک پتھر پر بٹھایا جہاں اس نے نوکیلے پتھروں سے شفاف اور نیلے پانی میں تیرتی مچھلیوں کو پکڑ کر ان کے گلپھڑوں کو توڑنا سیکھا۔''

میں نے حیرت سے پوچھا:

''اراگو؟ اراگو کون؟''

وہ خاموش ہوگئی۔ میں نے اپنا سوال دہرایا۔ وہ بولی:

''اراگو میرا بیٹا ــــ جسے میں نے جنم دیا اور جس کے لشکریوں نے مجھے ٹکٹکی سے باندھ کر میری ننگی چھاتی پر خنجر کی نوک سے لکیریں کھینچ لیں اور اراگو مالِ غنیمت میں ملی ہوئی دوشیزہ کی چھاتی چوستے چوستے قہقہے مار رہا تھا ــــ اراگو بھول گیا کہ میں اس کی ماں ہوں۔''

میں یہ سن کر سناٹے میں آیا۔ مجھے لگا میکرونا کے سر پر آسیب سوار ہوا ہے۔ اس کی پھٹی آنکھوں میں دہشت اور وحشت تھی۔ میں نے کہا:

''میکرونا! تمہاری چھاتی تلوار کے قبضے سے بھی سخت ہے اور چوچیاں چینگی پوٹے کی کھال سے بھی نرم ــــ تمہارا پیٹ پتھر کی سل جیسا ہے۔ تم اراگو کی ماں نہیں ہوسکتیں۔''

اس نے آنکھیں موند لیں اور میرے سینے پر سر رکھ کر بولی:

''یہاں سے مشرق کی طرف کچھ دور ایک جزیرہ ہے۔ اگر کسی طرح ہم وہاں تک پہنچ گئے تو کوئی کشتی یا جہاز ہمیں ضرور ملے گا ــــ سو جاؤ اب۔''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

(3)

کسی بھیانک شور سے میری آنکھ کھل گئی۔ میرے چاروں طرف حبشیوں کا ایک جھنڈ تھا۔ مجھے اٹھتا دیکھ کر وہ زور زور سے اپنی برچھیاں زمین پر مارنے لگے۔ وہ کوئی اجتماعی منتر بڑبڑا رہے تھے۔ بھیڑ میں سے ایک بوڑھا حبشی نکلا۔ اس کے ہاتھ میں جو بھالا تھا اس پر انسانی کھوپڑی لٹک رہی تھی اس کے گلے میں منکے کی کئی مالائیں تھیں۔ وہ شاید ان کا کاہن تھا۔ اس نے مجھے اٹھا کر ایک پالکی میں بٹھایا۔ میں نے پالکی میں دیکھا کہ حبشیوں کی پنڈلیاں اونٹ کے کوہان کی طرح ابھری تھیں اور انہوں نے ناف پر پتوں کے ہار باندھ رکھے تھے۔ اس کے علاوہ ان کے جسموں پر کوئی لباس نہ تھا۔ پالکی ایک بستی میں اتاری گئی جہاں پھونس کی ٹٹیوں سے عورتیں جوق در جوق نکل کر میرے پاؤں پر ایک ایک کر کے اپنے بال کھولنے لگیں۔ ان میں کئی عورتوں کی چھاتیاں دیکھ کر لگا جیسے شاخ پر ناریل جھول رہے ہیں۔ کچھ لڑکیوں کے سینے پر مٹھی برابر ابھار تھے اور کچھ کی کٹوریوں کی طرح گول مٹول تھیں۔ کاہن نے مجھے اٹھا کر ایک اونچے مچان پر بنی ہوئی جھونپڑی کے نیچے لا کھڑا کیا۔ اس نے ہاتھوں سے مجھے سیڑھی پر چڑھنے کا اشارہ کیا۔ میں جھولتی ہوئی سیڑھی چڑھ کر مچان پر پہنچا۔ جھونپڑی کی چلمن ہٹائی تو میرے منہ سے بے ساختہ نکلا:

"میکرونا تم؟"

میکرونا پیڑ کے تنے کو کھود کر بنائے گئے تخت پر بیٹھی تھی۔ دو لڑکیاں اس کے منہ

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

میں انگور کے دانے ڈال رہی تھیں۔ مجھے دیکھ کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر نقاہت سے اٹھ نہ سکی۔ میرا دل یہ دیکھ کر بیٹھ گیا کہ وہ بوڑھی ہو چکی تھی۔ پھولوں کے تاج کے نیچے اس کے سفید بال دیکھ کر لگا جیسے سوت کی انٹھیاں آپسمیں گتھ گئی ہیں۔ چہرے پر جھریوں نے جالا بنا تھا جیسے آئینہ تڑخ گیا تھا۔ اس کے ہاتھ لرز رہے تھے۔ میں اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ تبھی ایک لڑکی نے مٹی کے گھڑے سے لکڑی کا پیالہ بھرا اور مجھے پیش کیا۔ وہ ہاتھوں میں پیالہ لیے میرے سامنے کھڑی تھی۔ میرے پورے جسم میں سنسنی دوڑ گئی:

"اراگو! یہ تمہاری بیٹی ہے۔"

اس نے لرزتی آواز میں کہا۔ میں میکرونا کو دیکھ کر مشروب پینے لگا۔ مکرونا نے

ضعیف آواز میں کہا:

"اراگو! تمہارے بچوں نے صدیوں تک تمہارا انتظار کیا ہے۔ اپنے بچوں کو اب سنبھالو اراگو۔ میں زیادہ دیر تک اب زندہ نہیں رہوں گی۔"

میں اس کے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے پوچھا:

"میکرونا! یہ تم نے اپنا کیا حال بنا رکھا ہے؟ کیا ان وحشیوں نے تمہیں قید کر لیا ہے۔ بولو میکرونا۔ ابھی میرے سینے میں باز اڑ رہے ہیں اور میرے بازوؤں کی مچھلیاں اچھل رہی ہیں۔ کہو میں ان سب کا خاتمہ کر دوں۔"

میکرونا کراہتے ہوئے بولی:

"مجھے معلوم ہے اراگو کہ تمہیں مقدس روحوں نے اپنی طاقت عطا کی ہے۔ مگر باپ جب اپنے بچّوں کا سروناش کرتا ہے تو دیوتا ناراض

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ہو جاتے ہیں اور زمین لاوا اگلنے لگتی ہے۔ ارا گو یہ تمہارے بچے ہیں۔ یہ تمہارا قبیلہ ہے۔ اپنے قبیلے کی حفاظت کرو۔"

پھر وہ ایک لڑکی سے مخاطب ہوئی:

"کہہ دو کہ آج کی رات عظیم الاؤ جلانے کی رات ہے۔ ایسی رات صدیوں کے بعد آتی ہے۔ مقدس روحوں کو طلوعِ صبح تک شراب کا نذرانہ پیش کیا جائے۔"

لڑکیوں نے تخلیہ کیا تو میں میکرونا کے پاؤں پر سر رکھ کر دھاڑیں مار کر رونے لگا۔ اُس کا سر مسلسل ہل رہا تھا۔ ہونٹ کپکپا رہے تھے۔ شاید وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی تھی۔ عظیم الاؤ کے شعلے بھڑکنے لگے تو میکرونا کو چار لڑکیوں نے سہارا دے کر ایک مونڈھے پر بٹھایا۔ پھر کاہن اونچی آواز میں کوئی منتر پڑھنے لگا۔ حبشی اپنے نیزوں سے الاؤ کی آگ کو اکسانے لگے۔ پھر اچانک کاہن خاموش ہو گیا اور ہاتھی دانت کی جوف دار جوڑیاں ٹکرانے لگیں۔ اس تال پر گھنٹیاں بجنے لگیں۔ کسی نے مینڈھے کی سینگ کا قرنا بجانا شروع کیا۔ عورتیں مدہوش ہو کر رقص کرنے لگیں۔ ان کی چھاتیاں، پیٹ اور پنڈلیاں تھل تھل ہچکولے کھانے لگے۔ آدھی رات کو ناچ گانا موقوف کر دیا گیا۔ میکرونا کے اشارے پر جو جہاں تھا، جس حالت میں تھا وہیں پر کھڑا رہا۔ پھر میکرونا نے مجھے ہاتھ کے اشارے سے اپنے پاس بلایا۔ مجھے اپنے پہلو میں بٹھا کر کہنے لگی:

"یہ تمہارا قبیلہ ہے۔ جو اس میں جوان اور بوڑھے مرد ہیں وہ تمہارے غلام ہیں۔ اور جو عورتیں ہیں ان پر تمہاری خدمت لازم ہے۔ اور جو جوان لڑکیاں ہیں وہ تمہاری میراث ہیں۔ پس ان میں سے جس کو

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

چاہو گے اپنے حرم میں رکھو۔ ان کی کوکھ اس قبیلے کو آگے بڑھائے گی۔''

میں نے یہ سن کر پیالہ ایک پتھر پر دے مارا۔ مجھے ناراض دیکھ کر سب حبشی گڑگڑانے لگے۔ لڑکیاں بیلوں کی طرح میرے جسم سے لپٹ گئیں۔ میں چلانے لگا:

''میں اراگو نہیں ہوں میکرونا۔ میں اپنی بیٹیوں سے کیسے اس قبیلے کی اگلی نسل پیدا کر سکتا ہوں؟''

میکرونا خاموش تھی اور اس کے علاوہ اس قبیلے میں میری زبان سمجھنے والا اور کوئی نہ تھا۔ میرے جسم پر انسانی گوشت کے ایک پہاڑ کا بوجھ پڑنے لگا۔ میری سانس رکنے لگی۔ مجھے لگا کہ میں اجگر کے پیٹ میں آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

(4)

''اٹھو، اٹھو۔ بوڑھے القادوس!''

میکرونا مجھے جھنجوڑ کر جگا رہی تھی:

''وہ دیکھو ہماری طرف جہاز آ رہا ہے۔''

مجھے کچھ بھی نہ دکھائی دیا کہ میری آنکھوں پر ویسا ہی غلاف چڑھا تھا جو زمہریری علاقوں کی فضاؤں میں اڑنے والے مہاجر پرندوں کی آنکھوں پر چڑھتا ہے۔ میں نے ٹمٹماتی آنکھوں سے میکرونا کو دیکھنے کی کوشش کی۔ اس کے بال سمندر کی گود میں ہمکتے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

ہوئے سورج کی کرنوں سے دمک رہے تھے ـــــــ وہ وقت کے چرکھے پر صدیوں کا چکر کاٹ کر میرے پاس لوٹ آئی تھی۔ اس کے چہرے کی جھریاں نہ جانے کس موسم کی ہواؤں میں خزاں دیدہ پتوں کی طرح گر گئی تھیں۔ اس کے جسم کی ہر شاخ تنی ہوئی تھی اور میری کمر میں بل پڑا تھا اور جسم کمان ہو گیا تھا۔ میکرونا بولی:

''اراگو! تم بوڑھے ہو چکے ہو ـــــــ تمہارا چہرہ پرانے زمانے کے پیڑ کی چھال کی طرح جھریوں سے بھر گیا ہے۔ تمہارے بال آک کی بڑھیا کی طرح سفید ہو گئے ہیں۔ اراگو! ایک رات نے بس ایک رات نے تمہیں بوڑھا کر دیا ہے۔''

میں میکرونا کی باتیں مشکل سے سن سکتا تھا کہ ہمارے آگے سمندر کی لہریں گرج رہی تھیں اور اوپر سمندری پرندے شور مچا رہے تھے۔ میرے جسم کی بھوک جواب تک مجھے زندہ رکھے ہوئے تھی وہ میرے جسم کے ملبے میں کہیں دفن ہو گئی تھی۔ میں نے کراہتے ہوئے کہا:

''نہیں میکرونا میں اراگو نہیں ہو سکتا کہ اراگو نے شمونہ کی کوکھ سے جنم لیا تھا اور اس کی مٹھی میں پیدا ہوتے وقت خون کا لوتھڑا تھا۔''

تبھی میکرونا نے میرے الجھے ہوئے بالوں کو سلجھاتے ہوئے کہا:

''نہیں تم اراگو ہو ـــــــ میرا باپ اراگو۔ اٹھو اس چٹان کے پیچھے چھپ جاتے ہیں کہ ایک جہاز قزاقوں کا جزیرے کی طرف آ رہا ہے۔ یہ قزاق مردوں کو نیزوں سے قتل کر کے ان کا گوشت کھانے والوں میں سے ہیں۔ اور یہ عورتوں کا ان کے ازار بند سے گلا گھونٹ کر ان کے مردہ جسموں سے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

مباشرت کرتے ہیں۔"

"میکرونا! میری تلوار کہاں ہے؟"

میں نے ادھر ادھر ٹٹول کر پوچھا۔ اس نے میرے ہاتھوں میں لاٹھی تھماتے ہوئے کہا:

"اٹھو بابا! ان کا جہاز اب قریب آ رہا ہے اور وہ سمندری پرندوں کی طرح شور مچا رہے ہیں۔"

کچھ دیر بعد جہاز کنارے سے لگا۔ میں نے چٹان کی اوٹ سے دیکھا۔ جہاز پر سوار قزاقوں نے ناف تک جانوروں کی کھال پہنی تھی۔ ان کے نچلے دھڑ ننگے تھے۔ وہ ریت پر لیٹی عورتوں کے ازار بند کھول رہے تھے۔ آگے کا منظر مجھ سے دیکھا نہ گیا۔ عورتوں کی دبی اور دردناک آوازیں سن کر میکرونا سسکیاں بھرنے لگی۔ اس کے ہاتھ غم کی وجہ سے تھرتھرا رہے تھے۔ میرا سر اس کی گود میں تھا اور اس کے آنسو میرے گالوں پر ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔ میں نے پوچھا:

"کیا وہ عورتوں کے گلے گھونٹ چکے؟ کیا لاشوں کو برہنہ کیا جا رہا ہے؟ بولو میکرونا! بولتی کیوں نہیں ہو؟"

اس نے اپنا ہاتھ میرے منہ پر رکھا۔ سسکتے ہوئے بولی:

"چپ ہو جاؤ۔ عورتوں کی لاشوں کی بے حرمتی ہو رہی ہے۔"

وحشی قہقہوں کے جھماکے لہروں کے شور میں مدہم پڑ گیے۔ سمندر سبکیاں لیتے لیتے سو گیا۔

ایک بھیانک شام ڈھل گئی۔ کچھ رات گزری تو میکرونا نے مجھے چٹان کے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

سہارے بٹھادیا۔ وہ دھیرے دھیرے قدم بڑھاتے ہوئے اس طرف جانے لگی جہاں ننگی لاشیں آنکھیں کھول کر آسمان کو دیکھ رہی تھیں۔ میں گردن اس طرف موڑ کر دیکھنے لگا۔ چاندنی میں میکرونا لاشوں کے درمیان سائے کی طرح ادھر ادھر بھاگ رہی تھی۔ پھر کئی سائے اس کے ساتھ مل گیے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ سایوں میں تحلیل ہوگئی۔ ایک ہیولا سا بن گیا جو آہستہ آہستہ غائب ہونے لگا۔ میرا سر دائیں طرف لڑھک گیا اور میرے منہ سے دردناک لہجے میں نکلا:

''میکرونا! ادھر مت جاؤ۔ واپس آجاؤ میکرونا۔''

(5)

وقت اپنی تینوں کھونٹیاں سمندر کے رحم سے اکھاڑ چکا تھا۔ میں عرشے پر بیٹھا خیالوں ہی خیالوں میں ان کھونٹیوں سے ساعت پیمائی کر رہا تھا۔ کئی دنوں کے بھیانک طوفان کے بعد سورج نکل کر مستول کے سرے پر چمک رہا تھا۔ عرشے کا بھیگا ہوا فرش گرم ہونے لگا تھا اور اس سے نرم نرم بھاپ اٹھ رہی تھی۔ مجھے معلوم نہیں میری انگلیاں لرز رہی تھیں یا میں اس چاند کی ریشمی کرنوں سے میکرونا کے لیے اسکارپ بُن رہا تھا جو رات کو نکل کر بادبانوں پر شبنم کی بوندیں ٹانکنے والا تھا۔ اور جب چاند نکلا تو مستول کا سایا دیکھ کر مجھے لگا جیسے آندھی اور طوفان کا دیوتا لمبی تان کے سو رہا ہے اور نرم ہوائیں اسے تھپکیاں دے

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

رہی ہیں۔ جیسے وہ ہم جہازیوں پر مہربان ہو گیا تھا۔ میں بادبان کا ایک رسّہ پکڑ کر خوشی میں جھولنے لگا۔ مجھے اُس کی آواز نے چونکا دیا۔ وہ بولا:

"اپنے کمرے میں رسیّوں کے بستر پر جھولتے جھولتے تمہارا جی نہیں بھرا جو بادبان کے رسّے کو ہلا کر میرے بوڑھے القادوس کو ڈرا رہے ہو؟"

وہ عرشے کے تکونی کنارے پر کنڈلی مار کے لیٹا تھا۔ مجھے لگا جیسے کوئی بوریوں کے ڈھیر کے نیچے سے بولا۔ وہ جب بھی مجھ سے ہم کلام ہوتا کسی نہ کسی بہانے بوڑھے القادوس کا ذکر کرتا۔ اکثر اوقات بوڑھے القادوس کا ذکر بے محل ہوتا جس سے مجھے لگتا کہ وہ مجھے چڑانے کے لیے ایسا کرتا ہے کہ ایک دن اس کے سامنے میکرونا نے مجھے بوڑھا القادوس کہا تھا۔ وہ مجذوب نما شخص جسے سب پٹانگ کے نام سے جانتے تھے اگرچہ عرصے سے ناٹک کمپنی کے لیے کھیل لکھنے پر مامور تھا مگر وہ کون تھا اور کہاں سے آیا تھا اس کے بارے میں کوئی وثوق سے کچھ نہیں کہتا۔ مجھ سے بس اتنا کہا گیا کہ کسی شہر سے جب یہ جہاز روانہ ہوا تو کئی دن کے بعد پٹانگ اچانک نمودار ہوا۔ جب پوچھا گیا کہ کہ تم کون ہو اور اس جہاز میں کیا کر رہے ہو تو بولا کہ میں سمندر کی گہرائی ناپ کر اس میں ڈوبنا چاہتا ہوں۔ اس کی باتوں سے کمپنی کا مالک متاثر ہوا اور اسے اپنے ساتھ رکھا۔ رفتہ رفتہ یہ کھیل لکھنے لگا اور اس کے قلم کی جادوئی طاقت کو قدرت کا معجزہ تصوّر کیا گیا۔ ایک دن افیون کی پینک میں میرے پوچھنے پر بولا:

"میرا اصلی نام مچک زا ہے اور مجھے ماں کی کوکھ میں خون کے ساتھ الفاظ پلائے گئے۔ مجھ سے کہا گیا کہ اگر میں اولاد پیدا کروں تو وہ دنیا کا عظیم رجز خواں بن جائے گا۔ دیوتا اس کے لفظوں میں ایسا جادو پیدا کر دیں

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

گے کہ اس کے رجز سن کر سپاہی دشمنوں کی صفوں پر ٹوٹنے سے پہلے ہی مرنے کی تمنّا کریں گے اور بیبیوں کے رحم میں بچّے جنم لینے کے لیے اچھلنا شروع کریں گے اور وہ پہلی بار مٹّھی کھولیں گے تو تلوار کے قبضے پر ہاتھ جمانے کے لیے۔ میں نے اپنی ناف کے نیچے اپنی ہی بندوق چلائی کہ میں ایک فوجی تھا اور میرے شہر پر قبضہ کرنے کے بعد قابض فوجیوں نے میری کنواری بہن کو بیرک کے احاطے میں سب کے سامنے ننگا کر کے کھڑے کھڑے حاجتِ بشری کے لیے مجبور کر دیا کہ ان میں سے ایک کی بندوق کی نال میری کنپٹی پر تھی۔ میں وہ منظر دیکھ نہ سکا اور ان کے چنگل سے بھاگنے لگا۔ میں بھاگ رہا تھا اور گولیوں کا ایک تریڑا میرا پیچھا کر رہا تھا۔ خون کے بادل برس چکے تو میں نے آنکھ کھول کے دیکھا کہ میری ٹانگوں کے زخم سوکھ چکے تھے اور ان کے کھرنڈ کے نیچے پیپ سو رہی تھی۔ گولیاں میرے پٹھوں کو چیر کر نکل گئی تھیں۔"

اُس نے اورکوٹ اوپر سرکا کر مجھے ٹانگیں دکھائیں جن میں کئی گڑھے بن چکے تھے۔ پتہ نہیں اس کی کہانی میں کتنی سچائی تھی مگر مجھے اس دن کے بعد اُس سے ہمدردی ہونے لگی۔

ایک دن اُس نے اپنے بوڑھے القادوس کو دانہ دنکا کھلا کر عرشے کے ایک کنارے سے سمندر کی طرف پھینکا۔ وہ کچھ دور تک اڑ کر پھر سے مستول پر آ کر بیٹھ گیا۔ مچک زا نے مجھ سے کہا:

"معلوم ہے اس جگہ سمندر کتنا گہرا ہے؟"

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

میں نے نفی میں سر ہلایا۔ وہ بولا:

''اتنا گہرا ہے کہ اگر اس کی سطح پر بم پھوڑ دیا جائے تو پانی اچھل کر مستول کے دوسو گز تک اوپر چلا جائے گا۔ اور جہاز پر اتنا پانی برسے گا کہ مستول کے سرے کی صرف نوک نظر آئے گی جس پر مشکل سے القادوس اپنے پر سمیٹ کر بیٹھ سکے گا۔''

میں نے پوچھا:

''مچک زا! تم سمندر کی گہرائی کیسے ناپ سکتے ہو؟''

بولا:

''ارے نادان بوڑھے القادوس! قدرت نے میری آنکھوں میں پنسال رکھ دیا ہے۔''

میں نے پوچھا:

''کبھی انسان کے دل کی گہرائی بھی ناپی ہے؟''

وہ بولا:

''پتھر کی گہرائی برمے سے ناپی جاسکتی ہے نظر سے نہیں۔''

وہ واقعی لفظوں کی سلطنت کا بادشاہ تھا۔ اور اس سلطنت کا کوئی وارث پیدا ہونا چاہیے تھا۔

رات بھیگ چکی تھی۔ نیچے چیمبر سے ہلکی ہلکی موسیقی کی تان لہرانے لگی۔ کوئی مدہم سُروں میں بانسری بجا رہا تھا۔ پھر میکرونا کا الاپ کھرج میں گونجنے لگا۔ اور ایک قرناچی اس کی آواز کے ساتھ سنگت کرنے لگا۔ آہستہ آہستہ آواز مدہم پڑنے لگی اور کوئی اداکار پاٹ

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

دار آواز میں اپنا مکالمہ ادا کرنے لگا۔ پسِ منظر میں بانسری تیور سُر میں بجنے لگی اور بربط کے لہرے نے مکالمے کو جیسے اوڑھ لیا۔ جیسے کوئی دکھی ماں اپنے سوئے ہوئے بچّے پر اوڑھنی بچھا رہی تھی۔ جیسے کوئی مجنون اپنی محبوبہ کا آخری دیدار کرنے کے لیے اس کے چہرے سے لرزتے ہاتھوں سے ہولے ہولے کفن سرکا رہا تھا۔ میں مستول کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ میری آنکھوں میں چاندنی کی نمی اترنے لگی۔ مچک زا ہچکیاں لے رہا تھا۔

(6)

پہاڑی درّوں میں رہنے والے بچّوں کے لئے جنگلی بھینس کا تھن چسنی کی طرح ہوتا ہے کہ وہ بڑے ہو کر بالم کی نوک سے بھینسے کا شکار کرتے ہیں۔ شاداب ہواؤں میں پلنے والی دوشیزاؤں کی جلد بکری کے دودھ جیسی سفید ہوتی ہے کہ ان کے ہاتھوں میں کچّی مہندی کے رنگ کو گلنار ہونا ہوتا ہے۔ ہم جہاں اتارے گیے سمندر کے کنارے پر وہ ایک عجیب شہر تھا کہ نمکین ہواؤں نے عمارتوں کو کھوکھلا کر دیا تھا۔ پیڑوں کی کمر جھکی ہوئی تھی اور پتّوں کو زنگ کے دھبّے چاٹ رہے تھے۔ دھوانسی فضا میں میکرونا کا جمال ڈھبڈ بانے لگا اور کچھ ہی دنوں میں میری لاٹھی کو دیمک لگ گئی۔ وہ جگہ جگہ سے برادہ اگلنے لگی۔ میں روز بالکونی میں رکھے ہوئے گملوں میں پھولوں کی پتّیوں پر ہولے سے ہاتھ پھیر کر ان کی کالک صاف کرتا۔ دیر تک چمنیوں سے اٹھتے ہوئے گاڑھے دھوئیں کی لکیروں کو فضا میں زہر

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

گھولتے ہوئے دیکھتا۔ جب جب میکرونا کھانستی مجھے لگتا کہ گلاب کی پنکھڑی پر کسی نے پاؤں رکھا۔ اس کے باوجود زندگی دن بھر بازاروں میں اور رات کو کلبوں میں اپنے ہونے کا موہوم سا احساس دلاتی۔ مجھے بہت دیر تک معلوم نہ ہوسکا کہ یہاں زندگی وجود کی علامت ہے یا فنا کی۔

ناٹک کمپنی کے مالک کو احساس ہوا کہ اتنی مدّت تک باہر رہ کر وہ زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ گیا اور اسے اپنا ہی شہر شکست دے چکا ہے۔ اس کا تھیئٹر اور تھیئٹر کا ساز و سامان ازکارِ رفتہ ہو چکا ہے۔ اس کے اداکار اس شہر کی ظاہری چمک دمک کے آگے ماند پڑ چکے ہیں۔ وہ اپنے شہر کو شکست دینے کے لیے نئی فوج کو نئے ہتھیاروں سے لیس کرنا چاہتا تھا۔ مجھے، میکرونا اور مچک زا کو چھوڑ کر کمپنی کا سارا عملہ اسی شہر سے تعلق رکھتا تھا۔ گھر واپسی پر وہ اپنے پیچھے چھوڑے ہوئے قبرستانوں کو بھول چکے تھے۔ انہیں زندہ رہنے سے اس لیے ڈر لگ رہا تھا کہ زندگی انہیں لمحہ لمحہ بے گور و کفن لاشوں میں تبدیل کر رہی تھی۔ ان کے جنازوں کو کاندھا دینے والے انہیں بھول چکے تھے کہ ان سے ان قبرستانوں کا پتہ پوچھا جاتا جن کی وہ امانت تھے۔

یہ ایک عجیب المناک صورتحال تھی کہ اپنے ہی شہر میں اپنے ہی ناظرین کی کشش بڑھانے کے لیے تمام پرانے اداکاروں کو فارغ کر دیا گیا۔ تھیٹر اسپیس بڑھا دی گئی۔ نئے اداکاروں کے لیے نیا ٹیکسٹ تیار کیا گیا۔ اداکاروں کے رول کے مدنظر نئی پوشاک سلوائی گئی۔ اسٹیج پر مناظر کی مناسبت سے مصوّروں سے نئی سینری بنوائی گئی۔ نئی طرز کی روشنیاں اور ساؤنڈ سسٹم لگایا گیا۔ اور اس سے بڑھ کر ستم ظریفی کی بات یہ تھی کہ پہلا شو فارغ شدہ فن کاروں کی شان میں دکھایا جانے والا تھا۔

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

میں اس ادھیڑ بن میں تھا کہ میکرونا کو کہاں لے کر جاؤں۔ اب اس کے پہاڑی راگ اپنی اہمیت کھو چکے تھے۔ اسے لگ رہا تھا کہ اس کے گلے میں گھینگا نکلا ہے اور اس کے سُروں پر سمندر کی نمکین ہواؤں سے زنگ چڑھ گیا۔ مچک زا نے ایک دن سگار کی راکھ اپنی پیشانی پر ملتے ہوئے کہا:

''مجھے خبر ملی ہے کہ میری بہن حرام زادے کے ساتھ اپنے گاؤں لوٹ گئی ہے۔ میں اسی کے پاس جاؤں گا۔ اس حرام کے نطفے کو پالوں گا اور اسے اپنا نام دے کر سکول میں داخل کر دوں گا ____ میری مانو تو تم بھی میکرونا کے ساتھ وہیں آ کر بس جاؤ۔ مگر وہاں کوئی القادوس نہیں ہوگا۔ چلو میں تمہیں بوڑھے القادوس کی جگہ بوڑھا باز کہوں گا۔''

پہلے شو سے کچھ دن قبل مچک زا بہت خوش تھا۔ میں نے خوشی کی وجہ پوچھی تو بولا:

''یہ خوشی اپنے دیس لوٹنے کی نہیں کہ اب اس ویرانے میں جانے کو میرا جی نہیں کرتا۔ پتہ ہے میں نے کمپنی کے مالک سے پہلے شو کے آغاز میں خود اپنی اسکرپٹ ''سولو'' میں پیش کرنے کی اجازت حاصل کی ہے۔ بس یہ میری آخری تحریر ہوگی جسے لکھنے کے بعد میں اپنا قلم توڑ دوں گا کہ اب میرے قلم کی زبان میں المیہ بیان کرتے کرتے لکنت آ گئی ہے اور مجھ سے کامیڈی نہیں لکھی جائے گی۔''

شہر کی سڑکوں پر اشتہار چسپاں کیے گیے۔ گلی گلی نوبت بجائی گئی۔ پورے تھیئٹر کو پھولوں اور برقی قمقموں سے سجایا گیا۔ کمپنی کے مالک نے پہلے شو کو گرینڈ شو بنانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ شہر کی معزز شخصیات کا شایانِ شان خیر مقدم کیا گیا۔ اور جب ناظرین

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

اپنی اپنی نشستوں پر براجمان ہوئے تو کمپنی کے مالک نے اسٹیج کے داہنے کونے پر مائک پکڑ کر سارے مہمانوں اور ناظرین کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد ہدایت کار کو مائک تھمائی گئی۔ اس نے پہلے نئے اداکاروں سے ناظرین کو متعارف کیا پھر بولا:

''خواتین وحضرات! ہمارے دیرینہ ڈرامانویس اپنے فرض سے فارغ ہورہے ہیں۔ انہوں نے ہمارے تھیئٹر کے لیے دل و جان سے المیہ کھیل لکھے۔ ہم نے ان سے گزارش کی ہے کہ وہ اس شو کے آغاز میں اپنے کچھ الفاظ سے ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں اور اپنے خیالات سے ہیں نوازیں۔''

سارا ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ پردے گرا دیے گیے اور اسٹیج پر اندھیرا چھا گیا۔ پھر پسِ منظر میں وائلن کی حزنیہ دھن بجنے لگی۔ پردہ اٹھا تو ناظرین اسٹیج پر اندھیرا دیکھ کر حیران ہو گیے:

''خواتین وحضرات! آپ لوگ اندھیرا دیکھ کر حیران نہ ہوں۔ اندھیرا روشنی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ اور اندھیری آواز اندھیرے میں ہی سنی جا سکتی ہے۔''

پسِ منظر میں پیانو مدھم سُروں میں بجنے لگا۔ پیانو کی ہر تان میں جیسے خاموشی کچھ کہنا چاہتی تھی۔ پھر وائلن اور پیانو کی آوازوں میں مختصر سا وقفہ آ گیا۔ مچک زا بولنے لگا:

''عمر کے اس پڑاو پر محسوس ہوتا ہے کہ جیسے فقیر کے جھولے میں چھید ہوا تھا اور ساری پونجی ____ ساری دولت راستے میں کہیں گر گئی اور میں بار بار ناامید بچّے کی طرح جھولے کے چھید سے انگلیاں نکال رہا ہوں۔ اب

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

جہاں سے سفر کا آغاز کیا تھا وہاں کی طرف مراجعت کرنا جان گداز عمل ہے کہ راستے میں حوا کی بیٹیوں کے پاجاموں کے پرکالے بارودی سرنگوں کی طرح بچھے ہوئے ہیں۔"

پسِ منظر میں وائلن کی تان بہ اندازِ گریہ بجنے لگی۔

"میرا ذہن جب تھکنے لگتا ہے تو اسے لفظوں کی کھونٹی سے باندھتا ہوں کہ یہ کنجر باقی سب رسیّاں توڑ کر دور بھاگتا ہے۔ اور جب لفظ دھندلانے لگتے ہیں تو لگتا ہے کہ سر کی جگہ گردن پر کسی نے فولادی ٹوپی رکھ دی ہے۔ شاید اس فولادی ٹوپی کو کسی بیابان میں میٹل ڈی ٹیکٹر کی بیپ (beep) پر گڑھے سے کھود کر نکالا گیا ہے۔ جہاں خونریز جنگ میں مجھے بنکر میں ہلاک کر کے دفن کر دیا گیا تھا ___ میں کون تھا؟ کہاں کا تھا؟ کس کی طرف سے جنگ لڑ رہا تھا؟ حق کے ساتھ تھا یا باطل کے ساتھ؟ کیا میرے مرنے کی خبر ان کو دی گئی تھی جو میرا انتظار کر رہے تھے؟"

پسِ منظر میں سائیڈ ڈرم قدم تال کی لے میں بجنے لگا۔ لگنے لگا جیسے فوجی کسی محاذ کی طرف کوچ کر رہے ہوں۔ مچک زا کی آواز تیکھی ہونے لگی:

"بموں سے ڈھائی گئی اونچی عمارتوں کے ملبے سے اٹھنے والے گاڑھے دھویں اور انسانی لاشوں کی چربی کی چراند میں کسی کو کچھ نظر نہیں آتا ___ ___ نہ وہ بوڑھے بزرگ جو بہنگی میں اپنے جوان بیٹوں کی لاشیں قبرستان کی طرف ڈھوتے ہیں ___ نہ وہ چھوٹی بچیاں جو اپنی ماں کی تلاش میں فوجی بیرکوں میں بھٹکتی ہیں اور جن کی رانوں کو نفرت اور شہوت چیر کر

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

رکھ دیتے ہیں ـــــ نہ وہ معصوم جن کے منہ میں پستول کی نال ٹھونس کر گھوڑا دبایا جاتا ہے ـــــ کسی کو کچھ بھی نظر نہیں آتا۔"

سائیڈ ڈرم کی لے کھڑکھڑاہٹ کے ساتھ مدھم پڑ گئی جیسے مارِ زنگی (Rattle snake) نے اچانک خطرہ بھانپ کر غصّے میں اپنی دم ہلائی:

"میری کھوپڑی کی سڑی ہڈّیوں سے آہنی ٹوپی اتاری گئی اور انھوں نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔ اسے کسی حسین دوشیزہ کے بالوں سے بھی نرم موقلم سے صاف کر کے میوزیم کے ایک فریم میں رکھا گیا ـــــ وقت جیسے تھم گیا۔ جیسے کچھ ہوتا ہی نہیں۔ جیسے کچھ ہونے والا ہے ـــــ جیسے کچھ کھونے والا ہے۔"

پسِ منظر میں سیکسوفون کی تان تار سپتک سے اتر کے مدھیہ سپتک کو چھوتی ہوئی مندر سپتک میں ڈوب گئی۔ مجک زا کی آواز دردناک ہونے لگی:

"عجیب غمناک شامیں ہیں۔ عجیب درد انگیز صبحیں ہیں۔ گلا گھونٹنے والے گلے گھونٹتے ہیں۔ لاشوں کے پاجامے ٹخنوں پر آگیے ہیں۔ ہر چھور سے مدد کے لیے پکارا جا رہا ہے۔ کوئی سنتا ہی نہیں۔ کوئی سنتا کیوں نہیں؟ غریب اپنی بیٹی کے مسکتے ہوئے گریبان سے جھانکنے والے ابھاروں پر لٹک کر جھول رہا ہے۔ اور امیر کسی پوش علاقے کے پارک میں اپنے اعلیٰ نسل کے کتّے اور کتیا کی جفتی دیکھتے ہوئے جوان لڑکیوں کی پنڈلیوں پر اپنی ہوسناک نظروں کو سینک رہے ہیں۔"

ناظرین میں کچھ رونے لگے اور کچھ کے منہ سے آہیں نکلنے لگیں۔ پسِ منظر میں

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

گٹارنواز نے مدہم سُروں کی ہلکی سی تان چھیڑی:

''میری ماں کی کوکھ میں میرے وجود کا لوتھڑا آنول نال سے پھانسی دینے کی کوشش کررہا ہے۔میری ماں اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر خوش ہورہی ہے کہ بچّہ ہلنے لگا ہے۔میرے باپ کی ناف میں دھم دھم دھڑکن بجنے لگی ـــــ میرا خدا عجیب ہے۔نہ دوسروں کو میری نظر سے مجھے دیکھنے دیتا نہ مجھے دوسروں کو میری نظر سے دیکھنے دیتا۔''

قرنے کی دردناک آواز کے ساتھ ناظرین کی صفوں سے رونے کی آواز اونچی ہونے لگی۔مچک زا کی آواز لرزنے لگی:

''دنیا کی رقص گاہ پر چاکری کرتے کرتے وقت سے پہلے بوڑھا ہوچکا ہوں۔دنیا سے بہت بھاگنے کی کوشش کی مگر ایک دن پکڑلیا۔گریبان پر ہاتھ رکھ کر بولی:''اے نادان!مٹّی کے قرض کی دوسری قسط دبا کر کہاں بھاگے پھرتا ہے؟کیا تجھے زمین سے اپنی آنول نال کی فریاد سنائی نہیں دیتی کہ وہ تیرے قرض کی پہلی قسط تھی جو خاک میں خاک ہوگئی۔اور مجھ سے مت بھاگ۔تیرے باپ کی قبا پر لوگوں نے عقیدت سے ہاتھ پھیرا ہے۔تُونے اے کم ظرف!اس سے لنگوٹ بنایا۔''

سامنے سے رونے کی آوازیں آنے لگیں:

''میں نے اپنی خالی مٹھی کھول کے کہا یہ لے مٹّی کی دوسری قسط۔یہ سن کر میری کلائی پکڑلی۔پردے کے پیچھے بٹھادیا۔بولی:''تیری نوکری اس عمل پر مقرّر ہے کہ جب میں تماشا بینوں کے آگے رقص کے دوران پشواز

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

اٹھا کر اپنی رانوں کو کھجانے لگوں تو تیرے منہ سے سسکاری نکلے۔ ایک سسکاری درد بھری کہ اظہارِ درد کی روایت حسن نہ بھول جائے۔ ایک سسکاری شوخی سے بھری جو جنسی رگڑ کے ساتھ حلق سے نکلتی ہے کہ اس صدا کے دیوانوں نے ایک دوسرے پر تلواریں چلائی ہیں۔ اور سُن! ایک رقص سے دوسرے رقص کے درمیانی وقفے میں مختلف سُروں میں نغمہ سنجی کیجیو کہ ہم آہنگی قائم رہے ــــــ ایک دھن غلطاں بہ حیرت ــــــ ایک راگنی غریقِ حسرت اور ایک سرگم بہ اندازِ نوحہ۔"

سوائے مہربانو! میرے گلے میں چھالے پڑ گیے ہیں۔ لگتا ہے صوتی لبوں سے دھتورے کا پھل لٹک رہا ہے۔ نہ پیٹی ماسٹر کے گیت ختم ہوتے ہیں اور نہ دھنیں ہی تھکتی ہیں۔ ایک روز کی بات ہے کہ کسی حزنیہ دھن پر اپنی پسلیوں کی جوف دار جوڑی بجا کر تال دینے لگا تو پیٹی ماسٹر نے ہارمونیم کی دھونکنی کھلی چھوڑ کر دردناک لہجے میں مجھ سے کہا:

"بالک! اس تال کی ہر ضرب میں طبلے کے چمڑے کی طرح منہ پر غازہ منڈھے، قبر کی طرح پسلیاں اٹھائے، چوک پر بھیک مانگنے والے ہیجڑے کی تالی کا درد ہے ــــــ تیری روح میں کوئی سادھو کھڑاؤں کھڑکائے سفر کر رہا ہے ــــــ اسے روک کیوں نہیں لیتا۔"

میکرونا میرے کاندھے پر سر رکھ کر رہی تھی۔ مچک زار کی آواز میں سسکیاں بولنے لگیں:

مہربانو! ایک دن یوں ماجرا ہوا کہ مجھ سے دنیا نے ناٹک گھر میں بٹھا کر

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

کہا: ''تیرا باپ تمام برجوں کو گالیاں دیتا تھا کہ تیری ماں نے پیٹ پر ہاتھ پھیر کر ایک نئے وجود کی دھڑک محسوس کی تھی تو تیرے باپ کے آسن کے نیچے گھوڑی مر گئی اور اس نے مرنے کے بعد ایک پلپلے بچھڑے کو جنم دیا ـــــ جب تو نے پہلی بار چیخا تو تیرے باپ کے ماتحت جن پر مرگی کا دورہ پڑ گیا۔ اور جب تیری ماں نے مٹّھی کھول کر اس میں خون کا لوتھڑا دیکھا تو اس کے منہ سے چیخ نکلی تھی اور وہ بھول گئی کہ جب تو نے پہلی بار اس کی چھاتی سے دودھ پیا تھا تو تیرے مسوڑوں کے لمس سے اس کے سینے میں گدگدی ہونے لگی تھی۔ اور اس نے محسوس کیا ایک کرن آسمانی نور کی چادر اوڑھے مسکراتے ہوئے دودھ کی دھار میں تیرنے لگی ـــــ تیرے منہ سے اب بھی شیرِ مادر کی خوشبو آ رہی ہے تو آدم خوروں کے بیچ میں کیوں بیٹھتا ہے؟''

آواز نے جب حد سے زیادہ وقفہ لیا تو کوئی پکارنے لگا:

''لائٹس پلیز، لائٹس۔''

ناظرین سکتے میں آگیے۔ سازندوں کے ہاتھوں سے ساز گر گیے۔ عجیب جھنجھاہٹ کی آوازیں آنے لگیں۔ تبھی اچانک سپارٹ لائٹ جل اٹھی۔ مچک زا سٹیج کے بیچوں بیچ گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔ میں نے ہال کے کونے میں رندھی ہوئی آواز میں اسے پکارا:

''مچک زا! اٹھو۔ اٹھو مچک زا! تمہارا ایکٹ ختم ہو گیا۔''

جب اس کے جسم میں جنبش نہ ہوئی تو میں اور میکرونا اس کی طرف دوڑ پڑے۔ میں نے اسے جھنجھوڑا تو وہ مٹّی کے ڈھیر کی طرح فرش پر گر گیا۔ میکرونا نے اس کا سر اپنی

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

گود میں لیا۔ وہ چیخ چیخ کر رو رہی تھی۔ مچک زا کی ایک مٹّھی میں مائک تھی جو نیچے گر گئی دوسری مٹّھی میں کاغذ کا ایک پرزہ تھا۔ میں نے کھول کے دیکھا۔ اس پر ڈیمونا کا پتہ لکھا تھا۔ اس کے گاؤں کا پتہ۔

☼☼

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

زرد رنگ کا گدھ

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

اکتوبر کی گنگنی دھوپ کا تناؤ کم ہو گیا ہے اور وہ سانولائے بید کی نرم شاخوں پر نیم دراز ہو کر اُن چڑیوں کو مسلسل تک رہی ہے جو کھردرے سبزے پر احتیاط سے اِدھر اُدھر دیکھ کر چونچ مار رہی ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ کتنے عرصے سے بارش نہیں ہوئی اور میں اِس بارے میں کسی سے پوچھ بھی نہیں سکتا کہ اِس سے میری گم شدگی کی تصدیق ہو جائے گی۔ مگر یہ طے ہے کہ بارش لمبی مدّت سے نہیں ہوئی لٰہذا زمین سخت ہو گئی ہے۔ چنانچہ چڑیوں کو شاخوں سے اُتر کے زمین کو گہرائی تک چونچ سے کھودنا پڑتا ہے تب جا کے اُن کی چونچ میں کوئی کیڑہ آجاتا ہے۔ معلوم نہیں اِن چڑیوں کو بڑے گوشت خور پرندوں کی طرح کسی بوسیدہ لاش کی بدبو کیوں نہیں محسوس ہوتی؟ میں اکثر لاوارث لاشوں کو خوابوں میں دیکھتا ہوں۔ کبھی جنگ کے میدانوں میں اور کبھی سنسان صحراؤں میں۔ میں ان لاشوں کی پکار پر گدھوں کو بھیانک ٹیلوں یا ببول کے درختوں پر گردن ہلاتے دیکھتا ہوں۔ اور جب وہ بھرا مار کر اڑتے ہیں تو شور سے میری آنکھ کھلتی ہے۔

میری گلی سڑی لاش دریا کے کنارے پر پڑی ہے۔ شاید اس نے بھی چیل اور گدھوں کو پکارا ہو گا چنانچہ چیل اور گدھ جھنڈ کے جھنڈ اتر کے اسے نوچ رہے ہیں۔ حالانکہ اب وہ لاش بھی نہیں رہی بلکہ ایک بھیانک پنجر میں تبدیل ہو کر دیکھنے والوں کو ڈرا رہی ہے۔ لمبی اور نوکیلی چونچیں اب میری ہڈیوں کے جوڑوں میں چھپے ہوئے کیڑوں کو تلاش کر

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

رہی ہیں۔ اِن کیڑوں کو میرے گوشت سے پیدا ہونے اور اِس پر پلنے کی سزا مل رہی ہے کہ یہی قدرت کا قانون ہے۔

اِس کے باوجود مجھے اِس بات کا شدّت سے احساس ہو رہا ہے کہ میں ابھی زندہ ہوں اور میری روح ابھی تک کسی ہڈی کے گودے میں چھپی بیٹھی ہے۔ ابھی مجھ سے کوئی سوال نہیں کیا گیا ہے لہٰذا میں یہ سوچنے میں حق بجانب ہوں کہ ابھی میری وفات نہیں ہوئی ہے۔ ادھر چیل اور گدھ آپس میں لڑ تو نہیں رہے ہیں مگر شور بہت مچا رہے ہیں اور مجھے شور سے نفرت ہوگئی ہے۔

مجھے شور سے نفرت ہوگئی ہے اِس بات کا جیسے ہی میں نے انکشاف کیا تو مجھے ایک کمرے میں اکیلے ٹوٹی پھوٹی کرسی پر بٹھایا گیا اور میں اِس سے بھی زیادہ خستہ میز پر رجسٹر رکھ کر آنے والوں کی حاضری لینے لگا کہ یہ دراصل شور سے نفرت کرنے کی ایک سزا تھی۔ اِس سے قبل مجھے شور سے نفرت نہیں تھی مگر اُس دن چوپال میں اُس کوڑھ زدہ پیڑ سے باندھ کر میرے چاروں طرف ڈھول بجائے گیے اور پھر مجرم کی طرح گھسیٹ کر ایک گہرے کنویں میں پھینک دیا گیا۔

اُس کنویں کی دائیں آنکھ نیلے پتّھر کی تھی اور وہ بائیں آنکھ سے مجھے مسلسل گھور رہا تھا۔ کنویں میں اندھیرا چھا گیا تھا اور مجھے چاروں طرف خاموشی کی سنسناہٹ محسوس ہونے لگی۔ گھور اندھیرے اور گہری خاموشی کا یہ میرا پہلا تجربہ نہیں تھا کہ میں اس سے قبل بھی شاید کسی خوفناک خواب میں ایسی ہی صورتحال سے گزرا تھا۔ سنّاٹے میں کبھی کبھی نیام سے خنجروں کے کھینچنے کی صدائیں آنے لگیں جس سے مجھے محسوس ہوا کہ ان خنجروں کو ابھی ابھی سان پر چڑھایا گیا ہے۔ اچانک خنجروں کی چمک بجلیوں کی طرح لپکنے لگی۔ وہ میرے پیٹ

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

کو گہرائی تک کھودنے لگے۔ خنجر پھدک رہے تھے۔ شاید انہیں چڑیوں کی طرح کسی کیڑے کی تلاش تھی۔ شاید وہ بھی بھوکے تھے۔ شاید میرے پیٹ پر بھی عرصے سے بارش نہیں ہوئی تھی اور وہ بہت زیادہ سخت ہو گیا تھا اس لیے کھدائی اتنی ہوئی کہ ایک ہیبت ناک گڑھا بن گیا۔ میری ساری اوجھڑی کھنگال بلکہ ادھیڑ کر انہوں نے پھر سے گڑھا بھر دیا اور مجھے دریا میں پھینک آئے کہ اب میں ان کے کسی کام کا نہیں تھا۔ مجھے معلوم نہیں کہ کب اور کیسے میری لاش ریت کے اس بدنما ٹیلے پر آ کر ٹک گئی اور کب میرے جسم کی بساند نے چیلوں اور گدھوں کو پکارنا شروع کیا۔

جس کرسی پر میں بیٹھا ہوں وہ کبھی کبھی میرے ہلنے سے چرمراتی ہے۔ مجھے لگتا ہے جیسے اس کی ڈھیلی چولوں میں کیڑے چھپے ہیں جن پر گدھ چونچ مار رہے ہیں یا پھر میری اپنی ہڈیوں کو راجا گدھ اپنی فولادی چونچ سے توڑنے کی کوشش کر رہا ہے کہ اس کی آنکھیں تیز ہوتی ہیں اور وہ لاش کی ہڈیوں کے اندر چھپے کیڑوں کو اچھی طرح دیکھ سکتا ہے:

''آپ کو شور سے کیوں اور کیسے نفرت ہو گئی؟''

اُس نے مجھ سے پوچھا۔ وہ روز دیر سے آتی اور دوری کا بہانہ بنا کر میری ہمدردی حاصل کرنے کی کوشش کرتی۔ ویسے میں یہ حقیقت بہت پہلے جان چکا تھا کہ دوری اور تاخیر میں بہت گہرا رشتہ ہے۔ مجھے ہمیشہ دوری سے ڈر لگتا ہے۔ شاید اس لیے کہ میں بہت دیر تک خود سے دور رہا اس لیے مجھے خود سے ملنے میں تاخیر ہوئی۔ میں نے اپنے لیے طویل انتظار کھینچا ہے اور انتظار کا کرب کس درجہ جان لیوا ہوتا ہے مجھ سے بہتر کون جان سکتا؟

اُس دن وہ زرد رنگ کے ملبوس میں سرسوں کا پھول لگ رہی تھی۔ اُس دن سے مجھے زرد رنگ اچھا لگنے لگا۔ اِس سے قبل مجھے اس یرقان زدہ رنگ سے نفرت تھی۔ شاید اس

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

لیے کہ ٹی۔بی کے مریضوں کا رنگ زرد ہوتا ہے۔میرے بابا کو ہوا تھا۔پہلے پہلے مجھے لگا تھا کہ شاید مرنے سے پہلے فرشتوں نے ان کے چہرے پر زرد رنگ کے نور کا دھندلکا چھڑک دیا۔مجھے کیا معلوم تھا کہ ان کے پھیپھڑے اندر اندر سے گل سڑ گیے ہیں اور ضعیف جسم کی سکڑی شریانوں میں خون کی مقدار وافر نہ ہونے کی وجہ سے ان کی جلد کا رنگ زرد پڑ گیا ہے۔

میں نے اس کا سوال ان سنا کر دیا۔

کچھ روز بعد اُس نے اپنا سوال دہرایا۔وہ ٹیبل پر اپنا چہرہ ہتھیلی پر ٹکائے مجھ پر لگ بھگ جھکی ہوئی تھی۔اُس دن مجھے احساس ہوا کہ خوشبو چاہے جسم کی ہو یا لباس کی کس قدر ہوشربا ہوتی ہے۔اُس نے اپنی سرمگیں آنکھیں جن میں سرخ ڈورے پڑے تھے مٹکا کر پتلے اور گلابی ہونٹ ہلائے۔جنسی کشش سے بھرپور ایک میٹھی سرگوشی میرے کانوں میں تیرنے لگی:

''آپ موسیقی سے بھی نفرت کرتے ہیں؟''

پتہ نہیں کیوں میرا دل بے چینی سے اچھل پڑا اور میں نے فوراً اثبات میں سر ہلایا۔

''مگر کیوں؟''

اُس نے اپنے گھنگریالے زلفوں کی لٹ تمتماتے رخسار سے ہٹائی۔میں نے کھڑکی کے شیشے سے اُس پار دیکھ کر جواب دیا:

''اِس لیے کہ موسیقی ایک گدھ ہے اور یہ میرے دل پر ٹھونگیں مارتی ہے جس سے مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔''

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

وہ بولی:

''آپ کا مذاق بڑا فلسفیانہ ہے۔''

میں نے یہ سن کر میز پر ماتھا ٹیکا۔ وہ قدرے کھسیانی ہوگئی۔ اس کے بعد اس کے پاس پوچھنے کے لیے کچھ نہیں تھا اور اس کی حالت اُس گدھ جیسی ہوگئی جو میرے پنجر پر بے سود بیٹھ کر کریال کر رہا تھا۔ پتہ نہیں اسے اچانک کیا سوجھی اور اس نے اپنا نرم کنوارا ہاتھ میرے سر پر پھیر کر میرے ریشمی بالوں کا اسٹائیل بگاڑ دیا۔ مجھے تیز ہوا سے محض اس لیے چڑ تھی کہ یہ میرے بالوں کا اسٹائیل خراب کرتی تھی مگر اُس کی یہ حرکت مجھے اچھی لگی۔ اس نے میرے سر سے ہاتھ اُٹھایا میں نے گردن اٹھا کر دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں کاجل کی لکیر کے اُس پار گہری شوخی مسکرا رہی تھی۔ ہاتھ میں ہلکی مہندی کا رنگ گنگنا رہا ہے۔

میری کھوپڑی میں آنکھوں کی جگہ دو غار بن چکے ہیں۔ مگر کوئی سرگوشی جنسی کشش سے بھرپور مجھ سے کہہ رہی ہے میری ریڑھ کی ہڈی میں ایک کیڑا کلبلا رہا ہے اور زرد رنگ کا ایک گدھ مسلسل چونچ مار رہا ہے۔ اُس کی آنکھوں میں شوخی مسکرا رہی ہے۔ چونچ میں ہلکی مہندی کا رنگ گنگنا رہا ہے۔

☼☼

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

شکریہ

جناب نعیم بیگ صاحب کا جنہوں نے ان افسانوں کو پڑھ کر اپنی قیمتی رائے سے نوازا۔

پروفیسر شہناز نبی کا جنہوں نے ''راہراونِ ادب'' میں ''راگ راگنی اور ورجت سُر'' کو جگہ دے کر مجھے نواز۔

جناب شین کاف نظام اور جناب عادل رضا منصوری کا جن کی مہربانی سے ''مچک زا''، ''استفسار'' میں شائع ہوا۔

جناب جاوید یزدانی اور جناب محمود ملک کا جنہوں نے ''کاروانِ ادب'' میں ''نخلِ گریہ'' چھاپ کر مجھ پر عنایت کی۔

جناب عمر فرحت کا جنہوں نے ''تفہیم'' میں ''زدر رنگ کا گدھ'' شامل کر کے میری عزت افزائی کی۔

اپنی بیگم ریحانہ اختر کا جن کے تعاون کے بغیر میرا ادبی سفر جاری رکھنا ناممکن ہے۔

عزیزی جاوید رسول کا جنہوں نے ان افسانوں کو پڑھا اور اپنی رائے سے نوازا۔

اپنے بیٹے سیّد محمد سبزان ختائی (دھانی) کا جو قدم قدم پر میری مدد کرتا ہے۔

✿✿

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Rag Ragni aur Warjit Sour

(Short Stories)

by

Dr. Shafaq Sopori

زرعی تہذیب کی لسانی تشکیلِ نئے شعری افق کو اپنے اندر جذب کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے؟ ہماری شعری علامات، شاعرانہ فضا اور رنگِ تغزل جس قدر بھی پُر اثر اور متنوع ہو، کیا فلیٹ میں پیدا ہونے والے، سیمنٹ کے جنگل میں رہنے والے یا سیٹلائٹ کے ذریعے زمین اور کائنات کے مخفی گوشوں کا بھید پا لینے والے آج کے کروڑوں نوجوانوں کی فکری، جذباتی، احساساتی اور سیاسی بصیرت کی تشفی کر سکتے ہیں؟ یہ وہ بڑا سوال ہے جو معاصر ادب کے حوالوں سے انسانی حیات کو مادی و معاشرتی مقصدیت سے روشناس کراتا ہے۔ شعری روایت کے کلاسکی حوالوں سے غزلیں، اجنبی و نئی تراکیب کے بے محابہ اظہار اور نثری کیفیات جن میں علامتی سٹریکچر پوری توانائی سے اپنے اظہار کو بھلے جلا بخشتے ہوں، ہم فوری طور پر ایسی شاعری اور نثری ادب پاروں کو مسترد نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جمالیاتی کیفیات ان ادب پاروں میں بہر حال موجود ہیں، جو ہمیں پڑھنے اور لطف لینے پر مجبور کرتی ہیں۔ افسانوں میں بیک وقت کلاسیکی روایات اور نئی دنیا کا فسوں آباد کرنا ہر کسی کے بس کا روگ نہیں۔

شفق سوپوری آج کی نئی نسل کے ان معدودے چند لکھنے والوں میں شامل ہیں، جنہوں نے فکری اور سیاسی مد و جزر کو خام شکل میں پیش نہیں کیا۔ ادب میں سبھی مقام ان کے فکری افق کے سنگ میل ہیں۔ میں انہیں ان کی غزلیات، تحقیق و نقد و نظر، ناول، افسانوں اور شگفتانوں سے پہچانتا ہوں۔ تاہم مجھ جیسا قاری یہ کہہ سکتا ہے کہ نثری ادب میں علامت اور استعارہ کو انہوں نے بنیادی حیثیت دے رکھی ہے۔ یہ وجود کے کرب و ملال کو اپنے کرداروں میں سامنے لاتے ہیں۔ اس لیے کہ عہدِ حاضر کے وجود کی سسکتی آہیں ان کے فکری آہنگ کا سبب ہیں۔

نعیم بیگ

(لاہور پاکستان)

ISBN 978-93-94616-88-2

978-93-94616-88-2

EDUCATIONAL PUBLISHING HOUSE
New Delhi, INDIA

www.ephbooks.com

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure

Rag Ragni aur Warjit Sour

(Short Stories)

by

Dr. Shafaq Sopori

زرعی تہذیب کی لسانی تشکیل نئے شعری افق کو اپنے اندر جذب کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے؟ ہماری شعری علامات، شاعرانہ فضا اور رنگِ تغزل جس قدر بھی پُراثر اور متنوع ہو، کیا فلیٹ میں پیدا ہونے والے، سیمنٹ کے جنگل میں رہنے والے یا سیٹلائٹ کے ذریعے زمین اور کائنات کے مخفی گوشوں کا بھید پا لینے والے آج کے کروڑوں نوجوانوں کی فکری، جذباتی، احساساتی اور سیاسی بصیرت کی تشفی کر سکتے ہیں؟ یہ وہ بڑا سوال ہے جو معاصر ادب کے حوالوں سے انسانی حیات کو مادی و معاشرتی مقصدیت سے روشناس کراتا ہے۔ شعری روایت کے کلاسکی حوالوں سے غزلیں، اجنبی و نئی تراکیب کے بے محابہ اظہار اور نثری کیفیات جن میں علامتی سٹریکچر پوری توانائی سے اپنے اظہار کو بھلے جلا بخشتے ہوں، ہم فوری طور پر ایسی شاعری اور نثری ادب پاروں کو مسترد نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جمالیاتی کیفیات ان ادب پاروں میں بہر حال موجود ہیں، جو ہمیں پڑھنے اور لطف لینے پر مجبور کرتی ہیں۔ افسانوں میں بیک وقت کلاسیکی روایات اور نئی دنیا کا فسوں آباد کرنا ہر کسی کے بس کا روگ نہیں۔

شفق سوپوری آج کی نئی نسل کے ان معدودے چند لکھنے والوں میں شامل ہیں، جنہوں نے فکری اور سیاسی مد و جزر کو خام شکل میں پیش نہیں کیا۔ ادب میں بھی مقام ان کے فکری افق کے سنگ میل ہیں۔ میں انہیں ان کی غزلیات، تحقیق و نقد و نظر، ناول، افسانوں اور شکستانوں سے پہچانتا ہوں۔ تاہم مجھ جیسا قاری یہ کہہ سکتا ہے کہ نثری ادب میں علامت اور استعارہ کو انہوں نے بنیادی حیثیت دے رکھی ہے۔ یہ وجود کے کرب و ملال کو اپنے کرداروں میں سامنے لاتے ہیں۔ اس لیے کہ عہدِ حاضر کے وجود کی سسکتی آہیں ان کے فکری آہنگ کا سبب ہیں۔

نعیم بیگ

(لاہور پاکستان)

ISBN 978-93-94616-88-2

EDUCATIONAL
PUBLISHING HOUSE
New Delhi , INDIA

978-93-94616-88-2
www.ephbooks.com

Digitized By e Gangotri and Kashmir Treasure